اردو

مختصر

سیرت نبوی ﷺ

یہ کتاب شیخ موسی بن راشد العازمی حفظہ اللہ کی مشہور کتاب

السيرة النبوية في تغريدات

کا اردو ترجمہ ہے۔

از قلم:

أبوعبدالله النوري

(داعی ومترجم صُبیح اسلامک گائڈینس سینٹر-القصیم)

جمعية الدعوة والإرشاد
وتوعية الجاليات بصبيح-بمنطقة القصيم
Association of Da3wah and Guidance
And communities education at Subaih Al-Ghassim

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ رب دو جہاں کیلئے ہیں، درود وسلام ہوں رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام دونوں جہانوں کے لئے رحمت ہمارے نبی حضرت محمد اوران کے تمام آل واصحاب پر۔

بعدازیں: یہ میری کتاب: ((اللؤلؤ المكنون في سيرة النبي المأمون)) سے مختصر کردہ تغریدات (tweets) ہیں، جو اپنے اندر سیرت نبوی کے واقعات کو بہترین ترتیب کے ساتھ سموئے ہوئے ہیں ۔

ان میں سیرت کے واقعات کی ترتیب کا پورا خیال رکھا گیا ہے، دراصل یہ ٹوئٹر اکاؤنٹ پر تغریدات کا مجموعہ ہے جسے اب استفادہ کی خاطر زیور طباعت سے آراستہ کیا جارہا ہے، اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں اس کے ذریعہ نفع پہونچائے، اور اسے اپنی خوشنودی کے لئے خالص بنائے۔

درود وسلام ہوں ہمارے نبی حضرت محمد اوران کے تمام آل اصحاب پر۔

موسی بن راشد عازمی

۹ جمادی الآخرہ ۱۴۳۵ھ

۱۹ اپریل ۲۰۱۴م

(کویت)

تویتر پر شیخ کا اکاؤنٹ:

@musa_al3azmi

عبداللہ بن عبدالمطلب کی آمنہ بنت وہب سے شادی

۱-عبداللہ بن عبدالمطلب نے آمنہ بنت وہب سے شادی کی۔

آمنہ عبداللہ کے ذریعے حاملہ ہوئیں۔

انہوں نے اپنے بیٹے محمد ﷺ کے پیٹ میں رہتے ہوئے خواب میں دیکھا کہ: ((ان سے اس طرح نور خارج ہوا ہے کہ جس سے ملک شام کے محل روشن ہو گئے))۔

عبداللہ کی وفات کے وقت محمد ﷺ بی بی آمنہ کے پیٹ میں ہی تھے۔

نبی ﷺ کو والد سے ملنے والا میراث

۲-والد عبداللہ نے اپنے بیٹے محمد ﷺ کیلئے جو ابھی تک شکم مادر ہی میں تھے بطور ترکہ درج ذیل چیزیں چھوڑیں:

پانچ اونٹ، بکری کا ایک ریوڑ ،ایک حبشی لونڈی جن کا نام برکہ تھا جنھیں ام ایمن کے نام سے جانا جاتا ہے۔

نبی ﷺ کی ولادت، ختنہ اور رضاعت کا بیان

۳- عام الفیل ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن حضرت آمنہ بنت وہب کے یہاں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی، کیا ہی خوب خبر تھی،-میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں-۔

۴-رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے وقت آمنہ کے لئے کسی بھی نشانی کا ظہور ثابت نہیں ہے۔

آپ ﷺ کی ولادت سے متعلق بیان کی جانے والی درج ذیل نشانیاں ثابت نہیں ہیں:

أ-ایوان کسری میں لرزہ طاری ہونا۔

ب-ایوان کسری کی چودہ کھڑکیوں کا گرنا۔

ج- مجوس کے ذریعے عبادت کی جانے والی آگ کا بجھنا۔

د- بحیرہ ساوہ کے پانی کا نیچے ہو جانا۔

ھ- بحیرہ ساوہ کے گرد موجود عبادت گاہوں کا منہدم ہونا۔

ان علامات کو امام ذہبی نے اپنی کتاب السیرۃ النبویۃ میں نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ: یہ حدیث منکر غریب ہے۔

۵- آپ ﷺ کی ولادت کے ساتویں دن دادا عبدالمطلب نے آپ کا ختنہ کرایا، اور آپ ﷺ کا نام محمد رکھا۔

آمنہ نے اپنے لخت جگر محمد ﷺ کو تین دن تک دودھ پلائیں، دودھ کی کمی کے سبب ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے آپ ﷺ کو اپنے بیٹے مسروح کے ساتھ دودھ پلایا۔

٦- ثویبہ نے رسول اللہ ﷺ سے قبل حمزہ بن عبدالمطلب اور ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاحد مخزومی کو بھی دودھ پلایا تھا اس طرح وہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی قرار پائے۔

۷- حلیمہ سعدیہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کو اپنی درج ذیل اولاد کے ساتھ دودھ پلایا:

عبداللہ۔ حذافہ جن کا لقب شیماء تھا۔ اور انیسہ۔

۸- رسول اللہ ﷺ کے درج ذیل سات رضاعی بھائی بہن تھے:

حمزہ - ابو سلمہ - ابوسفیان بن حارث - مسروح - عبداللہ - حذافہ جو کہ شیماء سے مشہور ہیں - انیسہ - آپ کے اور کوئی بھائی نہ تھے نہ علاتی اور نہ ہی اخیافی۔

آپ ﷺ کے سینہ انور کو چاک کئے جانے اور خاتم نبوت کا قصہ

۹- جب رسول اللہ ﷺ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے اسی وقت آپ ﷺ کے شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے سینہ انور کو چاک کر آپ ﷺ کے دل کو باہر نکالا اور اسے آب زمزم سے دھویا اور اس میں سے ایک خون کا کالا لو تھڑا باہر کیا۔

۱۰- پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی پیٹھ مبارک پر خاتم نبوت ثبت کی، اس طرح آپ ﷺ پر شیطان کا کوئی راستہ نہ بچا، اور آپ ﷺ اپنے تمام اقوال افعال میں معصوم قرار پائے۔

۱۱-خاتم (مہر) نبوت اللہ کے رسول ﷺ کی پیٹھ میں کبوتری کے انڈے کے برابر ایک اضافی گوشت کی شکل میں آپ کے دل کے بالکل برابری حصہ میں تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ میں خاتم نبوت کو کبوتری کے انڈے کے برابر دیکھا تھا۔ مسلم شریف

آپ ﷺ کی والدہ آمنہ کا انتقال

۱۲-اللہ کے رسول ﷺ حلیمہ سعدیہ کے پاس دو سال مکمل کر اپنی والدہ کے پاس واپس آئے۔

جب آپ ﷺ چھ سال کی عمر کو پہونچے تو والدہ آمنہ کا انتقال ہو گیا۔

دادا عبد المطلب کی کفالت میں

۱۳-آپ ﷺ کی والدہ آمنہ کی وفات کے بعد دادا عبد المطلب نے آپ کی کفالت کی۔

جب آپ ﷺ آٹھ سال کے ہوئے تو دادا عبد المطلب بھی فوت ہو گئے۔

چچا ابو طالب کی کفالت اور آپ ﷺ کے چند اہم کام

۱۴-دادا کی وفات کے بعد چچا ابو طالب نے آپ ﷺ کے کفالت کی ذمہ داری اٹھائی۔

- آپ ﷺ نے بکریاں چرائیں۔
- آپ ﷺ حرب فجار میں شامل ہوئے۔
- آپ ﷺ حلف الفضول میں شامل ہوئے۔
- خدیجہ کا مال لے کر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ تجارت کے لئے گئے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی اور ان سے آپ ﷺ کی اولاد

۱۵-اللہ کے رسول ﷺ نے خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی، جبکہ اس وقت خدیجہ کی عمر کے بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی اولاد: قاسم -زینب -رقیہ -ام کلثوم -فاطمہ -عبداللہ سب حضرت خدیجہ کے بطن سے ہی تھے۔

۱۶- نبی ﷺ کے بیٹے عبداللہ کا لقب طیب و طاہر تھا کیونکہ ان کی ولادت بعثت کے بعد ہوئی تھی۔

خانہ کعبہ کی تعمیر میں آپ ﷺ کی شرکت

۱۷-قریش کے ہاتھوں خانہ کعبہ کی تعمیر میں آپ ﷺ نے بھی حصہ لیا اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔

اہل قریش نے حجر اسود کو اپنی جگہ رکھنے کیلئے آپ ﷺ کے نام پر اتفاق کیا تھا۔

جاہلیت کی گندگیوں سے اللہ کی جانب سے آپ ﷺ کی حفاظت

۱۸-اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو جاہلیت کے میل کچیل سے محفوظ رکھا تھا، لہذا:

● آپ ﷺ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔

● آپ ﷺ نے کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگایا۔

● آپ ﷺ نے کبھی زناکاری نہ کی۔

۱۹-اللہ کے رسول ﷺ سچائی، امانت داری، صلہ رحمی اور تمام اچھے اخلاق سے معروف تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ پر نزول وحی کے مقدمات

۲۰-جب آپ ﷺ چالیس سال کی عمر کو پہونچے تو آپ پر نبوت کی درج ذیل نشانیاں اور مقدمات ظاہر ہونے لگے:

۱-نیند میں سچے خواب دیکھنا۔

۲-غار حرا میں تنہائی اختیار کرنا۔

۳-پتھر اور درخت کا آپ کو سلام کرنا۔

۴-آپ ﷺ کا فرشتوں کا نور دیکھنا۔

رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول

۲۱-رسول اللہ ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں غار حرا کے اندر سورہ علــــق کے درج ذیل ابتدائی پانچ آیات کی صورت میں پہلی وحی نازل ہوئی:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (٣) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (٥)﴾

امام نووی لکھتے ہیں کہ : سب سے پہلے قرآن میں سورہ **اقرأ** کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں، یہی درست بات ہے، جسے سلف وخلف میں سے جمہور اہل علم نے اختیار کیا ہے۔

۲۲-سورہ علـــق کی ابتدائی آیات کے نزول کے بعد آپ ﷺ پر وحی کا سلسلہ کچھ دنوں تک رک گیا، پھر آپ پر اس کے بعد سورہ مدثر نازل ہوئی ،فرمان باری تعالی ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (١) قُمْ فَأَنْذِرْ (٢) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (٣) وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (٤) وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (٥) وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (٦) وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ (٧) ﴾۔

یہ وحی کا سلسلہ رکنے کے بعد سب سے پہلے نازل ہونے والا قرآن کا حصہ ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی میں دعوت کی قسمیں

۲۳-آپ ﷺ کی زندگی میں دعوت کی دو قسمیں تھیں:

۱-مکی دور ۲-مدنی دور

مکی دور میں بھی دو قسم ہیں:

۱-خفیہ دعوت ۲-اعلانیہ دعوت۔

خفیہ دعوت

۲۴-اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی طرف خفیہ طور پر دعوت دینا شروع کیا،اس کے نتیجے میں آپ کے اہل خانہ مسلمان ہوئے: جن میں آپ کی بیوی خدیجہ،آپ کی بیٹیاں ، علی بن ابی طالب اور زید بن حارث رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

۲۵-پھر آپ ﷺ نے اپنے گھر سے باہر نکل کر ان لوگوں کو دعوت دی جن پر آپ کو بھروسہ اور اعتماد تھا اس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

لوگوں کو دعوت نبوی ﷺ کی خبر لگنے لگی جس سے فقراء نے اسلام میں داخل ہونے میں جلدی کی۔

۲۶-رسول اللہ ﷺ اللہ کا فیصلہ آنے تک اپنے صحابہ کو احتیاط کرنے اور چھپ کر رہنے اور اسلام کو ظاہر نہ کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے، لہذا جب صحابہ نماز پڑھنا چاہتے تو گھاٹیوں کی جانب نکل جاتے، اور قریش کی نظروں سے اوجھل ہو کر وہاں نماز پڑھتے، خفیہ دعوت کے پورے مرحلہ میں لوگ اسی حالت پر قائم رہے۔

۲۷- اسراء و معراج کے وقت نماز فرضیت سے قبل صرف طلوع و غروب سے پہلے دو دو رکعت نماز مستحب تھی، فرمان باری تعالی: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾،اور اسی طرح فرمان باری تعالی: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ﴾ سے یہی مراد ہے۔

۲۸-حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام اسراء سے قبل بھی نماز حتمی طور پر پڑھا کرتے تھے، لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا کوئی نماز اس وقت فرض ہوئی تھی یا نہیں، کہ شروع شروع میں طلوع و غروب سے پہلے دو دو رکعت فرض کہنے والوں کی بات بھی درست مان لی جائے،اس بارے میں دلیل تو فرمان باری تعالی: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ ہے۔

۲۹-رسول اللہ ﷺ نے دار ارقم کو مسلمانوں کے لئے جمع ہونے کی جگہ کے طور پر منتخب فرمایا تاکہ وہ دعوت الی اللہ کا مرکز بن سکے۔

تین سالہ خفیہ طور پر ہی دعوت جاری رہی اس دوران اوائل صحابہ کی مختصر سی تعداد نے اسلام قبول کیا۔

جہری دعوت

۳۰-اللہ کے رسول ﷺ پر فرمان باری تعالی: ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ کا نزول ہوتے ہی آپ کو جہری دعوت کا حکم ملا۔

۳۱-رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر نمودار ہوئے اور لوگوں کو اپنی دعوت پیش کی اور انہیں بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

۳۲-جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی رسالت کی خبر دی تو آپ کے چچا ابولہب قبحہ اللہ نے آپ کو کہا تھا: پورے دن تیری بربادی ہو، کیا تو نے ہمیں اسی لئے اکٹھا کیا تھا؟

اسی وقت ابولہب کے بارے میں فرمان باری تعالی: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ نازل ہوا۔

آپ ﷺ کی دعوت سے متعلق قریش کا ردعمل

۳۳-چچا ابو طالب کے پاس اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی دعوت سے روکنے کے لئے قریش کا اپنا وفد بھیجنا آپ ﷺ کی دعوت سے متعلق ان کا سب سے پہلا ردعمل تھا۔

۳۴-ابو طالب کی وساطت سے قریش کا رسول اللہ ﷺ کو روکنے کی کوشش کامیاب نہ ہوئی۔

قریش نے ولید بن مغیرہ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے چند پیشکش رکھنے کے لئے آپ کے پاس بھیجا۔

ولید بن مغیرہ کی اللہ کے رسول ﷺ سے گفتگو

۳۵-ولید بن مغیرہ نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو شروع کی تو آپ ﷺ نے اس کے سامنے قرآن کی تلاوت فرمائے جس سے وہ بہت متاثر ہوا۔

۳۶-ولید قریش کے پاس لوٹ کر گیا، اور انہیں آپ ﷺ کے پیروی یا آپ کو عرب میں دعوت کا کام کرنے کی چھوٹ دینے کی نصیحت کی، مگر انہوں نے ان کی بات نہ سنی، اور ولید نے (کسی بات پر) اللہ کے رسول کو جادوگر کہا۔

۳۷-ولید بن مغیرہ کے بارے میں سورہ مدثر کی چند آیتیں اس کے لئے جہنم کی دھمکی کے طور پر نازل ہوئیں، فرمان باری تعالی ہے: ﴿ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا (١١) وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا (١٢) وَبَنِينَ شُهُودًا (١٣) وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا (١٤) ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ (١٥) كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا (١٦) سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا (١٧) إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ (١٨) فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (١٩) ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (٢٠) ثُمَّ نَظَرَ (٢١) ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ (٢٢) ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ (٢٣) فَقَالَ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ (٢٤) إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (٢٥) سَأُصْلِيهِ سَقَرَ (٢٦)﴾

۳۸-حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی اسی عرصے میں مسلمان ہوئے اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں نماز کے لئے اپنا موذن بنالیا۔

دعوت کو روکنے کے لئے قریش کے چالیں

۳۹-قریش نے دعوت نبوی ﷺ کو روکنے کے لئے بعض امور کو بھڑکانے کی کاوش کی، انہیں میں سے کچھ یہ ہیں:

۱-قرآن سے متعلق شبہات پھیلانا۔

۲-قرآن کی مخالفت۔

۳-مختلف پیشکش۔

۴-مذاق اڑانا، کم تر جاننا، اور جھٹلانا۔

بعض اسلام قبول کرنے والے صحابہ کو قریش کی ایذاء رسانیاں

۴۰-قریش کو نبی ﷺ سے مناقشہ ومباحثہ کے ذریعہ کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی، تو انہوں نے دوسری چال چلنی شروع کی جو کہ: اسلام لانے والوں کو عذاب میں مبتلا کرنے سے متعلق ان کی نئی چال تھی یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سخت ترین آزمائش تھی۔

۴۱-اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو چچا ابو طالب کے ذریعہ محفوظ رکھا۔

مطلق طور پر صحابہ میں سے جنہیں سخت ترین آزمائش کا سامنا ہوا وہ خباب بن ارت رضي الله عنه تھے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مسلمان غلاموں کو آزاد کرنا

۴۲-ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غلامی کی زندگی بسر کررہے صحابہ کو خرید کر آزاد کرنے کا ایک بہت بڑا کام کیا، ان کے آزاد کردہ لوگوں میں سے بلال بن رباح اور عامر بن فھیرہ رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

قریش کی طرف رسول اللہ کا مذاق اڑایا جانا

۴۳-قریش نے اب ایک نیا کام شروع کیا وہ تھا نبی کا مزاق اڑانا۔

مزاق اڑانے والوں میں: اسود بن عبد یغوث اور اسود بن مطلب قبحھما اللہ وغیرہ تھے۔

□□□

حبشہ کی جانب پہلی ہجرت

۴۴-ایمان لانے والوں پر قریش کی ایذاءرسانیوں کا سلسلہ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر آزمائش حد سے بڑھ گئی، تب رسول اللہ ﷺ نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا۔

۴۵- گیارہ مرد اور چار عورتوں پر مشتمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بابرکت جماعت اسلام کے پہلے مہاجر کے طور پر حبشہ کی جانب متوجہ ہو گئے۔

۴۶-حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کے لئے نکلنے والوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ان کے امیر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔

۴۷-حدیث: ((یہ دونوں -یعنی عثمان اور رقیہ بنت رسول اللہ- حضرت لوط اور ابراہیم کے بعد پہلے ہجرت کرنے والے ہیں))۔اسے امام حاکم نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

۴۸-سورہ نجم نازل ہوئی تو رسول اللہ نے کعبہ کے پاس اسے باآواز بلند پڑھی، جب آپ ﷺ سجدہ کی جگہ پہونچے تو آپ نے سجدہ کیا، آپ کے ساتھ آیات کی عظمت کے سبب مشرکین مکہ بھی سجدہ میں چلے گئے۔

۴۹- کفار قریش کے اس سجدے کی خبر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئے ہوئے لوگوں تک پہونچی توڑ مروڑ کر اس طرح پہونچی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں، لہذا ان میں کچھ لوگ مکہ لوٹ آئے۔

حضرت حمزہ اور عمر بن خطاب رضي الله عنهما کا قبول اسلام

۵۰-حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا ان کے بعد ہی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے اس طرح ان دونوں کے مسلمان ہو جانے سے اسلام کو قوت ملی۔

۵۱-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی کیفیت سے متعلق کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔

ان کا اپنی بہن کو مارنے اور سورہ طٰہٰ کی تلاوت کا مشہور قصہ... آخر تک۔

اسے ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں بلا اسناد نقل کیا ہے، اسی طرح ابن سعد نے بھی طبقات میں اسے ضعیف اسناد کے ساتھ تخریج کی ہے۔

حافظ ابن حجر نے لسان المیزان اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: یہ قصہ بہت ہی زیادہ منکر ہے۔

قریش کا رسول اللہ ﷺ کو لالچ دینا

۵۲-قریش نے نبی ﷺ کے ساتھ اب نئی چال چلنی شروع کردی، اور وہ تھی دعوت کو ترک کرنے کے بدلے میں آپ کو مال، عورت، حکمرانی کی لالچ دینا۔

۵۳-قریش نے عتبہ بن ربیعہ کو رسول کے ساتھ ان لالچ بھری باتوں سے متعلق گفتگو کرنے کے لئے بھیجا۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے بالکل ہی ٹھکرادیا۔

۵۴-اب قریش کے لوگ تعنت اور ہٹ دھرمی کرتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ سے معجزات کا مطالبہ کرنے لگے، جیسے فرشتوں کو دیکھنے اور نہر جاری کئے جانے کا مطالبہ... آخر تک۔

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت

۵۵-قریش کے لوگ ایک بار پھر ایمان لانے والوں اور خصوصاً ناداروں کے ساتھ سختی اور ایذارسانی کا رویہ شروع کردیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حبشہ کی جانب دوسری ہجرت کی اجازت دے دی۔

۵۶-اس بار ۸۲ مرد اور اٹھارہ عورتیں نکلیں، اور ان کے امیر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت پہلے سے زیادہ سخت تھی اس بار مسلمانوں کو سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا، اور قریش نے انہیں حد درجہ ستایا تھا۔

حبشہ کی جانب دوسری ہجرت کے دوران راستے میں خالد بن حزام رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈس لیا تھا جس سے وہ راستے میں ہی فوت ہو گئے۔

ظالمانہ بائیکاٹ

۵۷-جب قریش نے اسلام کو پھلتے پھولتے دیکھا، تو انہوں نے ظلم وجور پر مبنی فیصلے پر اتفاق کیا، جو کہ: بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے بائیکاٹ کا صحیفہ لکھنے سے متعلق تھا۔

۵۸-بائیکاٹ کا معنی:

نہ ان سے کوئی کچھ خریدے، نہ بیچے، نہ ان کے ساتھ اٹھے بیٹھے اور نہ ہی ان کی عورت سے شادی کی جائے، نہ ان کی کسی عورت سے شادی کرائی جائے، اس ظالمانہ صحیفے کو لکھ کر انہوں نے کعبہ مشرفہ کے اندر لٹکا دیا۔

۵۹-بنو عبدالمطلب اور بنو ہاشم ایک گھاٹی میں جمع ہوئے تھے، اس لئے اس کا نام شعب ابی طالب پڑ گیا۔

یہ بائیکاٹ تین سال تک جاری رہا۔

۶۰۔شعب ابی طالب میں موجود لوگوں کو بھوک اور پیاس کی وجہ سے کافی سختی کا سامنا کرنا پڑا، انہیں کچھ بھی کھانے تک کیلئے نہیں ملتا تھا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ولادت

۶۱-اسی بائیکاٹ کے دوران گھاٹی کے اندر ہی حبر الامۃ، ترجمان قرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

۶۲-اللہ کے رسول ﷺ نے عبداللہ بن عباس کے لئے یہ دعا کی تھی: ((اے اللہ اسے دین کی سمجھ دے اور اسے تفسیر کا علم عطا کر)) اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۶۳-گھاٹی میں موجود لوگوں پر ترس کھانے والے قریش کے کچھ لوگوں کو خانہ کعبہ میں داخل ہونے کا موقع ملا وہ چاہ رہے تھے کہ اس ظالمانہ صحیفے کو چاک کردیں، مگر ان سے پہلے ہی کیڑے نے کھا کر اسے ختم کردیا تھا، اسے میں باسمک اللھم کے علاوہ کچھ نہ بچا تھا۔

ابو طالب کی وفات

۶۴-نبی ﷺ کے چچا ابو طالب کا قریش کے بائیکاٹ کے بعد انتقال ہوگیا۔

اللہ کے رسول نے اپنے چچا ابو طالب پر آخری وقت میں کلمہ توحید پیش کیا تھا، مگر اللہ نے یہ ان کے مقدر میں نہیں لکھا تھا۔

۶۵-ابو طالب حالت کفر میں ہی فوت ہوئے آپ ﷺ ان پر کافی غمزدہ ہوئے تھے، اور کہا تھا: ((میں تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں گا جب تک کہ مجھے اس سے منع نہ کیا جائے))۔ متفق علیہ

۶۶-سورہ توبہ میں فرمان باری تعالی: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾۔

اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ اور ایمان والوں کو -اس آیت میں- مشرکوں کے لئے استغفار سے منع کردیا اگرچہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہوں۔

٦٧-رسول اللہ نے فرمایا:((جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہو گا، وہ دو جوتے پہنے ہوں گے جن سے ان کا دماغ کھول رہا ہو گا))۔ مسلم

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات

٦٨-ابو طالب کے بعد حضرت خدیجہ بنت خویلد رضي الله عنها کی بھی وفات ہوگئی، انہیں مکہ کے قبرستانوں میں سے حجون نامی مقبرے میں دفن کیا گیا، اب تک نماز جنازہ کی مشروعیت نازل نہیں ہوئی تھی۔

٦٩-حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: ((آپ خدیجہ کو جنت میں موتیوں کے ایسے محل کی خوش خبری سنادو جس میں شور شرابہ اور تھکان نہ ہوگی))۔ متفق علیہ

٧١-حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ سے کہا تھا: ((یہ خدیجہ تمہارے پاس آرہی ہیں، جب آجائیں تو انہیں ان کے رب اور میری طرف سے سلام کہو)) ۔ متفق علیہ

٧٢-اللہ کے رسول اپنے چچا اور بیوی کی وفات پر بہت غمگیں ہوئے، اس سال کو آپ کی جانب سے عام حزن نام دیئے سے متعلق کچھ بھی ثابت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی

٧٣-حضرت خدیجہ رضي الله عنها کی وفات کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عائشہ رضي الله عنها کے ساتھ عقد نکاح کیا، اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، اس طرح وہ حضرت خدیجہ کے بعد آپ کے عقد میں آنے والی پہلی بیوی ہوئیں۔

رسول اللہ ﷺ کی سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی

٧٤-رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہ رضي الله عنها سے عقد نکاح کی، اور حضرت خدیجہ رضي الله عنها کے بعد یہ پہلی بیوی ہیں جن سے آپ نے دخول کیا۔

٧٥-تقریباً تین سال تک حضرت سودہ رضي الله عنها نبی کے ساتھ اکیلی رہیں اور یہ نبی ﷺ کی باتوں پر لوگوں میں سب سے زیادہ عمل کرنے والی تھیں۔

آپ کے چچا کی وفات کے بعد اللہ کے رسول ﷺ پر اذیت میں سختی آنا

٧٦-آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات کے بعد آپ پر قریش کی ایذا رسانیاں بڑھ گئیں، اب بیوقوف لوگوں نے آپ کے خلاف جرأت شروع کر دی، جب کہ چچا ابو طالب کی زندگی میں کسی کو ایسا کرنے کی ہمت و مجال نہ تھی۔

٧٧-رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((قریش نے ابو طالب کے جیتے جی مجھے کوئی ایسی تکلیف نہ پہونچا سکا جو مجھ پر گراں گذرے))۔اسے بیہقی نے دلائل النبوۃ میں صحیح اسناد سے روایت کی ہے۔

٧٧-عقبہ بن ابی معیط قبحہ اللہ نے اللہ کے رسول پر اونٹ کی اوجھڑی پھینکی اور اس نے آپ کی گردن میں اپنا کپڑا ڈال کر سختی سے آپ کا گلا گھونٹا۔ بخاری شریف

٧٨-ابو جہل لعنہ اللہ نے سجدے کی حالت میں آپ ﷺ کی گردن پر پیر رکھنے کا منصوبہ بنایا تھا مگر اللہ نے آپ کے حفاظت فرمائی۔

٧٩-رسول اللہ نے فرمایا: ((مجھے اللہ کے راستے میں اس قدر تکلیف دیا گیا ہے جتنی کسی اور کو لاحق نہ ہوئی اور مجھے اس قدر ڈرایا گیا جتنا کسی کو نہیں ڈرایا گیا))اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حبشہ کی طرف ہجرت کی خاطر اجازت مانگنا

٨٠-مکہ میں سخت آزمائش کے پیش نظر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے حبشے کے جانب ہجرت کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔

٨١-ابو بکر حبشہ کے لئے نکل گئے، جب برک غماد نامی جگہ پہونچے تو آپ کو ایک شخص ملے جن کا نام ابْنُ الدُّغُنَّةِ تھا۔

۸۲-ابن دغنہ قبیلہ قارہ کے سردار تھے انہوں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پناہ دی اور کہا: تم لوٹ چلو اور مکہ ہی میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرو۔

قریش نے ان کی پناہ پر کوئی نکیر نہ کی۔

۸۳-حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بآواز بلند تلاوت قرآن کے سبب ابن دُغنہ کے پناہ کو توڑنا بھی قریش کی مجبوری ہو گئی۔

۸۴-ابن دُغنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ قرآن بآواز بلند نہ پڑھیں، ابو بکر نے ان کی یہ بات ماننے سے انکار کرتے ہوئے اس کی پناہ سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا، پھر ابو بکر مکہ ہی میں رہے، اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی جانب ہجرت نہ کیا۔

اللہ کے رسول ﷺ کا طائف کی جانب رخ کرنا

۸۵-مکہ میں نبی ﷺ کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، آپ قدموں پر پیدل چلتے ہوئے اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لئے طائف کی جانب نکل پڑے۔

۸۶-طائف والوں نے نبی ﷺ کا پتھروں سے مار کر استقبال کیا، خاص کر آپ کے قدم مبارک پر یہاں تک کہ ان سے خون بہہ پڑے۔

۸۷-اللہ کے رسول ﷺ طائف سے غمگین ہو کر چہرے کی افسردگی کے ساتھ نکلے، قرن ثعالب پہونچنے کے بعد آپ ﷺ کو افاقہ ہوا۔

۸۸-حضرت جبریل علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتے کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اختیار دیا کہ اگر آپ چاہیں تو مکہ والوں کو ہلاک کر دیں یا ان کی تکلیفوں پر صبر کریں، تو آپ ﷺ نے صبر کو اختیار کیا۔

۸۹-اللہ کے رسول ﷺ مکہ واپس آئے اور مطعم بن عدی کی پناہ میں مکہ کے اندر داخل ہوئے۔

اسراء اور معراج

۹۰-سالوں تک دعوت کے میدان میں اللہ کے رسول ﷺ کو کئی پریشانیاں لاحق ہوئیں، اسی پر ثابت قدمی اور عزت افزائی کے طور پر رسول اللہ ﷺ کے لئے اسراء و معراج کا واقعہ پیش آیا۔

۹۱-اللہ تعالی نے سورہ اسراء میں اسراء کے قصے کا تذکرہ کیا ہے، اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا: ﴿ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (١) ﴾۔

۹۲-اللہ تعالی نے معراج کے واقعہ کو سورہ نجم میں بیان کیا ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ (١٢) وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ (١٣) عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ (١٤) عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ (١٥) إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ (١٦) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ (١٧) لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ﴾۔

۹۳-سفر اسراء اور معراج آپ کے عظیم ترین معجزات میں شمار ہوتا ہے، جس کے ذریعہ اللہ نے اپنے نبی کی تکریم فرمائی ہے۔

۹۴-یہ پورا قصہ ایک رات سے کم میں مکمل ہوا۔

اللہ کے رسول نماز عشاء کے وقت نکلے اور وقت فجر سے پہلے واپس آ گئے۔

اس سفر کی شروعات مکہ میں کعبہ کے پاس آپ کو اپنے گھر سے نکالنے کی خاطر جبریل امین علیہ السلام کی آمد سے ہوئی۔

۹۵-کعبہ کے پاس جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سینے کو چاق کیا، اور آپ ﷺ کے دل کو نکال کر آب زمزم سے غسل دے کر اس میں ایمان حکمت بھر دیا، اور پھر اسے

اپنی حالت پر لوٹا کر سلائی کر دی، یہ دوسری اور آخری بار آپ کے سینے کو چاک کئے جانے کا واقعہ تھا۔

۹۶- پھر اللہ کے رسول ﷺ براق -ایک چوپایہ- پر حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ سوار ہوئے، اور دیکھتے ہی دیکھتے مختصر سے وقت میں آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کے ہمراہ بیت المقدس پہونچ گئے۔

۹۷- آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ بیت المقدس میں داخل ہوتے ہی عجیب نظارہ دیکھا کہ اللہ نے آپ کی خاطر تمام انبیاء اور رسولوں کو زندہ کر دیا تھا۔

۹۸- اللہ کے رسول ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ بیت المقدس میں داخل ہوئے نماز قائم کی گئی تو جبریل علیہ السلام نے آپ کو تمام انبیاء ورسل کی امامت کیلئے آگے کر دیا۔

یہ تاریخ کے اندر پڑھی گئی سب سے عظیم نماز تھی، اور یہ اللہ کے رسول کے لئے عظیم ترین شرف بھی تھا نہ آپ ﷺ نے ائمہ مخلوقات انبیاء ورسل علیہم السلام کی امامت فرمائی۔

۹۹- جب آپ ﷺ انبیاء و مرسلین کو نما پڑھا کر فارغ ہوئے، معراج -سیڑھی- لائی گئی، جس کی کیفیت وشکل اور مقدار کے بارے میں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

۱۰۰- آپ ﷺ جبریل کے ساتھ سیڑھی پر سوار ہوئے اور چند لمحوں میں ہی آسمان دنیا پر پہونچ گئے۔

جب آپ دونوں کے لئے دروازہ کھولا گیا تو آپ نے عجیب ماحول کا مشاہدہ فرمایا:

۱۰۱- پہلے آسمان یعنی آسمان دنیا پر آپ ﷺ نے درج ذیل احوال و اشخاص کا مشاہدہ فرمایا:

- ابوالبشر آدم علیہ السلام۔
- یتیموں کے مال کو ظالمانہ طریقے سے کھانے والوں کے احوال دیکھے -اللہ کی پناہ-۔
- آپ نے آسمان دنیا پر ہی چغلخوری کرنے والوں کی حالت دیکھی۔

● زناکاروں کو دیکھا۔

● سود خوروں کو بھی دیکھا۔

ہم ان اعمال سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

۱۰۲- پھر آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ دوسرے آسمان پر گئے وہاں آپ ﷺ نے دو خالہ زاد بھائیوں یحی بن زکریا علیہ السلام اور عیسی بن مریم علیہ السلام کو دیکھا۔

۱۰۳- پھر جبریل علیہ السلام کے ساتھ آپ ﷺ تیسرے آسمان پر پہونچے، وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا، نبی ﷺ نے فرمایا انہیں آدھی خوبصورتی دے دی گئی تھے۔ مسلم شریف

۱۰۴- پھر آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ چوتھے آسمان پر گئے وہاں آپ نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا۔

۱۰۵- پھر آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ پانچویں آسمان پر گئے، اور وہاں آپ ﷺ نے ہارون علیہ السلام کو دیکھا۔

۱۰۶- پھر آپ ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ چھٹے آسمان پر گئے اور وہاں موسی علیہ السلام کو دیکھا۔

۱۰۷- پھر آپ ﷺ ساتویں آسمان پر گئے اور وہاں آپ ﷺ نے ابو الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔

۱۰۸- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ ﷺ سے فرمایا:

((میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا، اور انہیں یہ بتادینا کہ جنت کی مٹی پاک ہے اس کا پانی میٹھا ہے اور اس میں شجرکاری سبحان اللہ، والحمدللہ، ولا الـه الا اللہ، واللہ اکبر سے ہوتی ہے))۔ اسے امام ترمذی نے حسن اسناد سے نقل کیا ہے۔

۱۰۹-جب اللہ کے رسول ﷺ اپنے والد ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کر کے فارغ ہوئے تو جبریل علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوئے، وہاں بھی آپ ﷺ نے کئی نظارے دیکھے۔

۱۱۰-اللہ کے رسول ﷺ نے جنت میں درج ذیل اُمور کو دیکھا:

۱-عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل جس کی خبر آپ نے انہیں دی۔

۲-زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی آپ نے دیکھی اس کی خبر آپ نے انہیں دے دی،

۳-اللہ کے رسول ﷺ نے نہر کوثر دیکھا۔

۴-رسول اللہ ﷺ نے جہنم بھی دیکھی جس کا بعض حصہ بعض کو بھسم کر رہا تھا-ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں-۔

۵-رسول اللہ نے جہنم کے داروغے مالک کو بھی دیکھا۔

۱۱۱-پھر جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کو لے کر ساتویں آسمان کے کنارے تک گئے، جبریل علیہ السلام وہیں ٹھہر گئے۔

۱۱۲-اللہ کے رسول ﷺ آگے بڑھے وہاں تک پہونچ گئے جہاں تک کوئی آدمی یا فرشتہ نہ پہونچ سکا۔

آپ اس جگہ تک پہونچ گئے جہاں پر اللہ کے فیصلوں کو لکھنے والے فرشتوں کے لکھنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ مسلم شریف

۱۱۳-وہاں اس پاک اور بلند جگہ رب تعالی نے آپ سے کلام کیا اور اس نے اپنے نبی ﷺ پر اور ان کی امت پر پانچ نمازیں فرض کیں۔

۱۱۴-اللہ نے اس امت کو درج ذیل تحفے دیئے:

۱-پنجوقتہ نمازیں۔

۲-تمام مسلمانوں کے کبیرہ گناہوں کی معافی، یعنی وہ جہنم میں ہمیشہ نہ رہیں گے۔

۳-سورہ بقرہ کی آخری آیتیں بھی رسول اللہ ﷺ کو اسی رات عطا کی گئیں۔

۱۱۵-جب آپ ﷺ اللہ سے ہم کلام ہو کر فارغ ہوئے جبریل علیہ السلام کے پاس واپس آگئے، اور جبریل علیہ السلام کے ہمراہ بیت المقدس پہونچ گئے، تو پھر آپ ﷺ براق پر سوار ہوئے اور مکہ واپس آگئے۔

۱۱۶-رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو سفر اسراء اور معراج کی بابت خبر دی تو انہیں یہ ناممکن لگا، انہوں آپ ﷺ کو جھٹلا دیا، آپ ﷺ پر ایمان لانے والے بہت سے لوگ بھی اس معاملے کو ناممکن خیال کرکے مرتد ہوگئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اس سفر سے متعلق اللہ کے رسول کی تصدیق کی آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا تھا: ((اور تم اے ابو بکر صدیق))۔ اسی دن آپ کو صدیق کا نام دیا گیا۔

نماز کے اوقات کا بیان

۱۱۷-جبریل علیہ السلام اسراء و معراج والی رات کی صبح میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور پانچ نمازوں کے اوقات کی نشاندہی کی۔

۱۱۸-اسراء اور معراج کے وقت مغرب کی تین رکعتوں کے علاوہ ہر نماز میں دو رکعتیں فرض کی گئی تھیں۔بخاری شریف

۱۱۹-اب تک قبلہ بیت المقدس کی جانب تھا، اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے ہوئے کعبہ کو اپنے سامنے کر دیتے جس سے دونوں قبلے یعنی بیت المقدس اور کعبہ مشرفہ آپ ﷺ کے سامنے ہوا کرتے تھے۔

چاند کے دو ٹکڑے ہونا

۱۲۰-قریش نے نبی ﷺ سے محسوس کی جانے والی واضح معجزے کا سوال کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: مکہ والوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تھا۔

۱۲۱-اللہ کے رسول ﷺ نے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ چاند کو دو ٹکڑے کردے، تو اللہ نے چاند کو دو ٹکڑے کردیا، جسے قریش دیکھ رہے تھے۔

۱۲۲-قریش نے اس واضح ترین معجزہ کو دیکھ کر کہا: اللہ کی قسم یہ جادو گر ہے، یعنی قریش نے اس طرح اس عظیم معجزہ کو جھٹلادیا، جس کا انکار صرف اڑیل اور انکاری ہی کرسکتا ہے۔

۱۲۳-اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ(١)وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ(٢) وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ(٣)﴾

قبائل عرب کو دعوت

۱۲۴-رسول اللہ ﷺ نے موسم حج میں عرب قبیلوں کو دعوت دینا شروع کیا تاکہ کوئی آپ ﷺ پر ایمان لاکر آپ کی مدد کرے۔

۱۲۵-جب آپ ﷺ قبائل عرب کو دعوت دیتے تو ابو جہل اور ابو لہب -قبحهما الله- باری باری آپ ﷺ کو جھٹلایا کرتے تھے۔

۱۲۶-آپ ﷺ کی دعوت سے متعلق قبائل عرب کے رد عمل مختلف تھے کسی نے براءت ظاہر کی، تو کسی نے آپ ﷺ کے بعد خلافت کی خواہش کا اظہار کیا، تو کسی نے خاموشی اختیار کی۔

انصار کے قبول اسلام کی ابتداء

۱۲۷-بعثت کے گیارہویں سال موسم حج میں خزرج قبیلے کے -اللہ کی بھلائی کے مستحق- چھ لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔

آپ ان کے پاس بیٹھے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔

۱۲۸-وہ لوگ نبی ﷺ پر ایمان لے آئے، ان کے نام یہ ہیں:

۱-اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ۔

۲-عوف بن حارث رضی اللہ عنہ۔

۳-رافع بن مالک رضی اللہ عنہ۔

۴-قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔

۵-عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔

۶-جابر بن عبداللہ بن رئاب رضی اللہ عنہ۔

۱۲۹-یہ لوگ مدینہ واپس آئے اور اپنی قوم کے لوگوں سے رسول اللہ ﷺ سے متعلق تذکرہ کیا اور انہیں اسلام کی دعوت پیش کی یہاں تک کہ اسلام کی خبر وہاں کے لوگوں میں عام ہو گئی۔

بیعت عقبہ اولی

۱۳۰-انصار(اوس و خزرج) کے ہر گھر میں نبی ﷺ کا تذکرہ ہونے لگا۔
بعثت کے بارہویں سال موسم حج میں انصار کے بارہ آدمی حج کے لئے آئے۔

۱۳۱-بارہ لوگوں پر مشتمل انصار کے وفد نے نبی ﷺ سے ملاقات کی اور اسی ملاقات کے دوران ہی بیعت عقبہ اولی تمام ہوئی۔

اس بیعت کے سلسلے میں یہ بات لوگوں میں مشہور ہے کہ اسے **بیعت نساء** کہا جاتا ہے یہ بے بنیاد بات ہے۔

۱۳۲-بیعت عقبہ اولی درج ذیل امور پر ہوئی تھی:
نشاط و ناگواری و آسانی اور تنگی ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرمانبرداری کی جائے گی، اور جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائیں گے ان کی مدد کی جائے گی۔ متفق علیہ

۱۳۳-اس بیعت عقبہ اولی کو بیعت نساء کا نام دینا بعض راویوں سے واقع وہم ہے، کیونکہ اس بیعت میں یا اس کے کسی بھی بند میں عورتوں کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔

۱۳۴-جب انصار کا وفد مدینہ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ ان کو دین سکھانے کے لئے بھیج دیا۔

۱۳۵-حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے ہی ہاتھ پر بنی عبدالاشھل کے دونوں سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا۔

۱۳۶-حضرت مصعب رضی اللہ عنہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر رہ کر دعوت کا کام کرتے رہے یہاں تک کہ انصار کا کوئی بھی گھر ایسا نہیں بچا جس میں اسلام داخل نہ ہوا ہو۔

بیعت عقبہ ثانیہ

۱۳۷-بعثت کے تیرہویں سال انصار کے تہتر مرد اور دو عورتیں نبی ﷺ سے موسم حج میں ملاقات کی غرض سے نکلے تاکہ تاریخ اسلام کا سب سے بڑا اتفاق طے پائے۔

۱۳۸-نبی ﷺ اور انصار کے ۷۳ آدمیوں کے مابین خفیہ باتوں کے ذریعہ یہ طے پایا کہ ایام تشریق کے دوران عقبہ کے پاس کی گھاٹی میں جمع ہوں گے۔

۱۳۹-متعین شدہ رات میں نبی ﷺ انصار کے ۷۳ مرد اور دو عورتوں کے ساتھ بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے مشہور بڑی بیعت کو انجام دینے کی خاطر جمع ہوئے۔

۱۴۰-بیعت میں درج ذیل امور پر اتفاق ہوا تھا:

تنگی اور آسانی ہر حال میں نبی ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور مدینہ آمد پر آپ ﷺ کی حمایت و نصرت کی جائے گی۔

۱۴۱-انھوں نے نبی ﷺ سے فرمایا: بیعت کو پورا کرنے پر ہمیں کیا ملے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ((تمہیں جنت ملے گی))۔

اس پر انہوں نے اجتماعی طور موافقت ظاہر کی۔

۱۴۲-سب سے پہلے نبی ﷺ سے بیعت کرنے والے حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ تھے پھر لوگوں نے یکے بعد دیگرے بیعت مکمل کرلی، یہ سب کے سب انصار کے سردار تھے۔

۱۴۳-اس وقت لوگوں نے شیطان کی چیخ سنی جو قریش کو اس اتفاق سے متنبہ کررہا تھا، عباس بن عبادہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم کل صبح اپنی تلواروں کے ساتھ منی والوں پر دھاوا بول دیں۔

۱۴۴-اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے، تم اپنے قیام گاہوں کی جانب کوٹ جاؤ))، لہذا وہ اپنی قیام گاہوں کی جانب لوٹ گئے۔

۱۴۵-اس طرح یہ عظیم بیعت یعنی بیعت عقبہ ثانیہ مکمل ہوئی، جو کہ ہجرت کا سبب اور مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کی پیش خیمہ تھی۔

۱۴۶- کعب بن مالک کہتے ہیں کہ :

میں نبی ﷺ کے ساتھ عقبہ والی رات تھا جب ہم نے اسلام پر میثاق اٹھائی تھی، مجھے اس کے مقابلے بدر کی حاضری بھی پسند نہیں۔ متفق علیہ

۱۴۷-جب بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد انصار مدینہ واپس ہوگئے، رسول اللہ ﷺ کو سکون ہوا کہ اللہ نے انصار کی صورت میں آپ ﷺ کے لئے قوم بناکر انہیں آپ کی قوت وطاقت کا سبب بنادیا۔

مدینہ کی جانب ہجرت

۱۴۸-اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو مدینہ کی جانب ہجرت اور وہاں اپنے انصار بھائیوں سے ملنے کے واجب ہونے کا حکم فرمایا۔

۱۴۹-اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((مجھے ایسی بستی کا حکم دیا گیا ہے جو دیگر بستیوں کو اپنے اندر سمولے گی اور وہ بستی مدینہ ہے، وہ لوگوں کو اسی طرح چھانٹ کر الگ کرے گی جیسے بھٹی لوہے کی گندگی صاف کر دیتی ہے))۔ متفق علیہ

۱۵۰-صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ چھپ چھپا کر، پیدل اور سوار ہجرت کے لئے نکل پڑے، رسول اللہ ﷺ مکہ میں رہ کر اللہ کی طرف سے اپنے ہجرت کی اجازت کا انتظار کرنے لگے۔

۱۵۱-براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اصحاب نبی ﷺ میں سے سب سے پہلے ہمارے پاس مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے تھے، پھر عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم بھی آگئے۔ بخاری شریف

۱۵۲-صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجرت آسان نہ تھی، بلکہ بہت ہی مشکل تھی، کفار قریش ان کو ہجرت سے روکنے کے لئے تمام ہتھکنڈے اپنائے ہوئے تھے۔

۱۵۳-ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد، عامر بن ربیعہ ان کی بیوی لیلی بنت ابی حثمہ نے بھی ہجرت کی، بنو جحش نے بھی ہجرت کی- اللہ تعالی سب سے راضی ہو جائے-۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خفیہ ہجرت

۱۵۴-عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ اور ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کے وقت چھپ کر ہجرت کی جیسا کہ اسے ابن اسحاق نے السیرۃ النبویۃ میں صحیح اسناد سے تخریج کیا ہے۔

۱۵۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعلانیہ ہجرت کا قصہ اور ان کا کہنا کہ: جو چاہے کہ اس کی ماں اسے گم پائے اور اس کے بچے یتیم ہو جائیں... آخر تک۔

تو یہ ضعیف روایت ہے، ثابت نہیں اسے ابن الأثیر نے أسد الغابة میں ضعیف اسناد سے نقل کیا ہے۔

۱۵۶-بیعت عقبہ ثانیہ کو دو ماہ بھی نہ ہوئے تھے کہ اب مکہ میں رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے اہل خانہ اور چند عاجز لوگوں کے علاوہ کوئی نہ بچا۔

۱۵۷-رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی تاکید کرلی کہ اب مکہ میں آپ ﷺ کے کوئی ساتھی باقی نہ رہے سب مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے، سوائے زبردستی روکے ہوئے لوگ یا بیمار یا ہجرت سے عاجز لوگوں کے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہجرت کی اجازت مانگنا

۱۵۸-ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بار بار ہجرت کی اجازت مانگتے مگر اللہ کے رسول ﷺ انہیں کہتے: ((جلدی نہ کرو، شاید اللہ کسی کو تمہارا ساتھی بنادے))۔

نبی ﷺ کو ہجرت کی اجازت

۱۵۹-اللہ کے رسول ﷺ کو بھی مدینہ کی جانب ہجرت کی اجازت مل گئی، اللہ تعالی نے آپ ﷺ پر یہ فرمان نازل کیا: ﴿ وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا (٨٠) ﴾۔

اور اللہ نے ہجرت کے راستے میں آپ ﷺ کے ساتھی کے طور پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔

۱۶۰-نبی ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ وہ سفر ہجرت میں آپ کے ساتھ ہوں گے تو انہوں نے اپنے اور اللہ کے رسول ﷺ کے لئے دو اونٹنیاں تیار کرنی شروع کر دیں۔

کفار قریش کی دارالندوہ میں میٹنگ

۱۶۱- کفار قریش نے دارالندوہ میں جمع ہوکر نبی ﷺ کے قتل سے متعلق ایک ظالمانہ فیصلہ کیا، اور انہوں نے آپ ﷺ کو قتل کرنے والے کے لئے بطور انعام سواونٹ کا اعلان بھی کیا۔

۱۶۲- اللہ نے اپنے نبی کو قریش کی اس پلاننگ سے محفوظ رکھا اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دے دی، اللہ نے اس وقت اپنے رسول پر یہ فرمان نازل کیا: ﴿ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (٣٠) ﴾۔

نبی ﷺ کی مدینہ کی جانب ہجرت

۱۶۳- اللہ کے رسول ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور دونوں غار ثور کی جانب متوجہ ہوئے، اور آپ دونوں اس غار میں تین دن تک چھپے رہے، أسماء بنت ابو بکر رضي الله عنهما ہر دن ان کے پاس کھانا لایا کرتی تھیں۔

۱۶۴- عبداللہ بن ابی بکر رضي الله عنهما ہر رات ان کے پاس دن بھر کی خبر پہونچایا کرتے اور عامر بن فهيره رضی اللہ عنہ ان کے قدم کی نشانیوں کو مٹانے کے لئے ان کے راستے میں بکریاں دوڑادیا کرتے تھے۔

۱۶۵- کافروں نے ہر جانب اللہ کے رسول کو ڈھونڈھا مگر انہیں آپ ﷺ کی خبر نہ ہوئی کچھ لوگ غار ثور کی طرف بھی آئے اور غار کے دروازے پر کھڑے ہوئے۔

۱۶۶- ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا اگر ان میں سے کوئی اپنے پیر کے نیچے دیکھے تو بھی ہمیں دیکھ لے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ابو بکر تمہارا ان دو کے بارے میں خیال ہے جس کا تیسرا اللہ ہو)) ۔ متفق علیہ

□□□

مکڑی کا جالا بننے والی روایت ثابت نہیں ہے۔

۱۶۷-اللہ تعالی نے ان کافروں کے دل موڑ دیئے، ان میں سے کسی کو غار کے اندر جھانکنے کا خیال نہ آیا، جب کہ وہ آئے ہی اسی لئے تھے، اللہ تعالی نے ان سے اپنے رسول کی حفاظت فرمائی۔

غار کے منہ پر مکڑی کے جالا بننے والی روایت کو امام احمد نے اپنی مسند میں بسند ضعیف تخریج کی ہے۔

۱۶۸-اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے ساتھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غار سے تین دن وہاں ٹھہرنے کے بعد نکلے، اور مدینہ کی جانب متوجہ ہو گئے۔

۱۶۹-آپ دونوں کے ساتھ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی نکل گئے، جو راستے میں آپ دونوں کی خدمت کیا کرتے تھے، اور مدینہ تک آپ سب کی رہنمائی اور دلیل کے لئے عبداللہ بن اریقط بھی تھے، جو کہ مشرک تھے۔

راستے میں رونما ہونے والے چند واقعات

۱۷۰-رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے خادم عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور آپ لوگوں کی رہنمائی کرنے والے عبداللہ بن اریقط کو راستے میں درج ذیل چند واقعات کا سامنا ہوا، جیسے:

- سراقہ بن مالک کا اللہ کے رسول اور ان کے ساتھیوں کا پیچھا کرنا اب تک وہ مشرک ہی تھے۔
- چرواہے کا اسلام لانا۔
- ام معبد خزاعیہ کا قصہ۔
- شام سے واپس آرہے زبیر اور طلحہ سے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات۔

غیر ثابت ضعیف روایت۔

۱۷۲-ہجرت کے وقت پیش آنے والے واقعات میں سے ایک واقعہ جو صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔فرمان نبوی ﷺ: ((سراقہ اس دن کے بارے میں سوچو جب تمہارے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے))۔حالانکہ سراقہ کا اللہ کے رسول ﷺ کا پیچھا کرنے والا واقعہ صحیح ہے۔

نبی ﷺ کی مقام قباء آمد

۱۷۳-اللہ کے رسول ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اللہ کی حفظ و رعایت میں پیر کے دن بارہ ربیع الاول بعثت کے چودہویں سال مقام قباء پہونچ گئے،یہی پہلا ہجری سال قرار پایا۔

۱۷۴-جب رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مقام قباء پہونچے وہاں پر انصار کے لوگ آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے،اللہ کے رسول ﷺ نے مقام قباء پر چودہ رات تک قیام کیا،اسی دوران آپ نے مسجد قباء کی تعمیر بھی کی۔

۱۷۵-جمعہ کے دن اللہ کے رسول ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے پیچھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بٹھایا،اور مدینہ کی جانب چل پڑے۔

اسلام میں پہلی نماز جمعہ

۱۷۶-جمعہ کا وقت دیار بنی سالم بن عوف میں ہی ہو گیا،آپ ﷺ نے وہیں وادی یعنی وادی رانوناء میں ہی نماز جمعہ ادا کی، یہ اسلام کی پہلی نماز جمعہ تھی۔

رسول ﷺ کا مدینہ میں داخلہ

۱۷۷-پھر اللہ کے رسول ﷺ دیار بنی سالم بن عوف سے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے، اس کی نکیل ڈھیلی کی، یہاں تک کہ خوشی وسرور سے گنگناتی فضاء کے اندر مدینہ میں داخل ہوئے، وہ ایک عظیم دن تھا، اس دن تمام گھر اور گلی اللہ کی حمد اور کبریائی سے گونج رہے تھے۔

۱۷۸-انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے ہجرت کے بعد مدینہ کو نبی ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آمد والے دن سے زیادہ بارونق اور حسین کبھی نہیں دیکھا۔ اسے امام احمد نے اپنی مسند میں صحیح اسناد سے روایت کیا ہے۔

۱۷۹-اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اہل مدینہ کو میں نے نبی ﷺ کی آمد سے زیادہ خوش کبھی نہیں دیکھا، یہاں تک کہ بچیاں (لونڈیاں) مارے خوشی کے اللہ کے رسول آ گئے کی رٹ لگا رہی تھیں۔

۱۸۰- براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ:... آدمی، عورت سب چھت پر چڑھ گئے بچے اور نوکر راستوں پر بکھر گئے ان کے زبان پر یہی جاری تھا کہ اے محمد اے اللہ کے رسول۔ مسلم شریف

۱۸۱-انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: جس دن اللہ کے رسول ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے اس دن مدینہ کی ہر چیز چمک اٹھی تھی۔ اسے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

۱۸۲-حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ بچیاں دف بجاتے ہوئے باہر نکلیں اور وہ کہہ رہی تھیں:

نحن جوار من بني النجار   يا حبذا محمد من جار

ترجمہ: ہم بنی نجار کی بچیاں ہیں، محمد ﷺ کے پڑوس میں رہنا کس قدر خوش قسمتی کی بات ہے۔

ان اشعار کے ثبوت میں نظر ہے

۱۸۳-اس مشہور شعر:

طلـــــــــــع البدر علينا　　　　من ثنيـــــــات الوداع

کی تخریج امام بیہقی نے ضعیف اسناد سے کی ہے، اور امام غزالی نے اسے إحیاء میں نقل کیا ہے، اس کے خبر کو حافظ عراقی نے یہ کہتے ہوئے معلول قرار دیا ہے کہ اس کی سند معضـــــل ہے، اسی طرح حافظ ابن حجر نے فتح البـاری میں اور ابن قیم نے زاد المعـاد میں بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

۱۸۴-نبی ﷺ کی اونٹنی مسجد نبوی کی جگہ بیٹھی تھی،اس جگہ کا اختیار خود اللہ نے کیا تھا، کیونکہ اسی پر مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی ہے۔

رسول ﷺ کا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں مہمان بننا

۱۸۵-اللہ کے رسول ﷺ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر اپنے حجرے تعمیر ہونے تک مہمان بنے رہے۔

ابوایوب رضی اللہ عنہ کو اس طرح نبی ﷺ کی مہمان نوازی کی صورت میں عظیم ترین شرف حاصل ہوا۔

مدینہ کی وباء

۱۸۶-مدینہ منورہ کی سرزمین وباؤں کے لئے معروف تھی،اصحاب رسول ﷺ کو بھی وہاں کی وباؤں کا شکار بننا پڑا،اللہ تعالی نے ان وباؤں سے بھی اپنے رسول کو محفوظ رکھا۔

۱۸۷-جب اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اصحاب کو اس بیماری اور آزمائش میں مبتلا دیکھا تو اللہ سے ان کو مدینہ سے ختم کرنے کی دعا فرمائی۔

۱۸۸-اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((اے اللہ ہمارے لئے مدینہ کو مکہ کی طرح یا اس سے زیادہ محبوب بنادے، اور اسے صحت بخش بنادے، اور ہمارے لئے یہاں کے صاع اور مد میں برکت عطا کر)) اسے امام احمد نے اپنی مسند میں صحیح اسناد سے روایت کیا ہے۔

مدنی معاشرہ کی بنیاد

۱۸۹- نبی ﷺ نے مدنی معاشرہ کی بنیاد درج ذیل تین چیزوں پر رکھی:

۱-مسجد نبوی کی تعمیر۔

۲-مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارہ۔

۳-دستور لکھنا۔

اللہ کے رسول ﷺ کے لئے عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

۱۹۰-شوال سنہ ۱/ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ کے لئے عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی، یہ آپ ﷺ کی سب سے چہیتی بیوی تھیں۔

یثرب کے نام کی تبدیلی

۱۹۱-اللہ کے رسول ﷺ نے یثرب کا نام بدل کر طابہ، مدینہ اور طیبہ رکھا، اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((اللہ نے مدینہ کو طابہ نام دیا ہے))۔ مسلم شریف

۱۹۲-اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((مجھے ایسی بستی کا حکم دیا گیا ہے جو دیگر بستیوں کو اپنے اندر سمو لے گی، لوگ اسے یثرب کہتے ہیں وہ مدینہ ہے))۔ متفق علیہ

۱۹۳-جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: لوگ مدینہ کو یثرب کہتے تھے اللہ کے رسول ﷺ نے اسے طیبہ نام دیا۔ اسے امام طیالسی نے صحیح سند سے روایت کی ہے۔

اذان کی مشروعیت

۱۹۴- اذان کی مشروعیت سنہ ۱/ہجری میں نازل ہوئی، اور ہر وہ روایت جس میں یہ مذکور ہے کہ اذان کی مشروعیت مکہ میں نازل ہوئی یا اس کی مشروعیت اسراء و معراج میں ہوئی تو ان میں سے کوئی بھی روایت ثابت نہیں۔

۱۹۵-رسول اللہ ﷺ کے چار مؤذن تھے:

۱-بلال بن رباح رضی اللہ عنہ۔

۲-عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔

۳-سعد القرظ رضی اللہ عنہ۔

۴-ابو محذورہ رضی اللہ عنہ۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

۱۹۶-عبداللہ بن سلام یہودی رضی اللہ عنہ نے سنہ ۱/ہجری میں اسلام قبول کیا وہ یہودیوں کے علماء میں سے تھے، ان کا قبول اسلام یہودیوں کے خلاف حجت تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رومہ نامی کنواں خریدنا

۱۹۷-جب مہاجرین مدینہ پہونچے تو وہاں کا پانی کھارا ہونے کی وجہ سے انہیں راس نہ آیا، اور مدینہ میں بئر رومہ کے علاوہ کوئی میٹھے پانی کا ذریعہ بھی نہ تھا، وہ بھی کسی یہودی شخص کا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بنو غفار میں کسی شخص کا چشمہ تھا جسے رومہ کہا جاتا تھا۔

۱۹۸-وہ شخص اس کا ایک مٹکا پانی ایک مد اناج کے بدلے دیا کرتا تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((کون بئر رومہ کو جنت میں اس سے بہترین کے عوض خریدے گا))۔ اسے ترمذی نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔

۱۹۹-لہذا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے مال خاص سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

نماز میں اضافہ

۲۰۰-اسراء اور معراج کے موقع پر جب نماز فرض ہوئی تھی، تو مغرب کی تین رکعت کے علاوہ ساری نمازیں دو دو رکعت تھیں۔ بخاری شریف

۲۰۱-ظہر عصر اور عشاء میں دو دو رکعت کی زیادتی کے لئے وحی نازل ہوئی، اس طرح وہ چار رکعتیں ہو گئیں، اور پھر یہی باقی رہا۔

بنو سلمہ کی فضیلت میں ایک حدیث

۲۰۲-بنو سلمہ -لام کے کسرہ کے ساتھ- نے مدینہ کے نواحی میں موجود مسجد نبوی سے دور اپنی بستی چھوڑ کر مسجد نبوی سے قریب ہونے کا ارادہ کیا۔

۲۰۳-اللہ کی رسول ﷺ کو خدشہ ہوا کہ اس طرح مدینہ ویران نہ ہو جائے، لہذا آپ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا، اور فرمایا: ((اے بنو سلمہ اپنی بستی کو لازم پکڑو تمہارے آثار لکھے جائیں گے))۔ لہذا وہ اپنی بستیوں میں ہی برقرار رہے۔ متفق علیہ

جہاد کی اجازت

۲۰۴-جب اللہ کے رسول ﷺ مدینہ میں سکونت پذیر ہو گئے تو جہاد کی مشروعیت سے متعلق وحی نازل ہوئی، اللہ تعالی نے نازل فرمایا:

﴿ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (٣٩) الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ

(٤٠) الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾۔

٢٠٥-غزوہ ہر اس لشکر کو کہتے ہیں جس میں اللہ کے رسول ﷺ خود شریک رہے ہوں، چاہے آپ نے اس میں قتال کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

٢٠٦-اللہ کے رسول ﷺ نے کل اکیس غزوہ کئے ہیں، جن میں پہلا غزوہ ابواء ہے جسے ودان بھی کہتے ہیں، اور آخری غزوہ جس میں آپ ﷺ نے شرکت کی وہ غزوہ تبوک تھی۔

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا سریہ

٢٠٧-پہلا سریہ جسے اللہ کے رسول ﷺ نے بھیجا وہ حمزہ بن عبدالمطلب کی قیادت میں تھی، جس کا مقصد قریش کے قافلے کا راستہ روکنا تھا۔

عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا سریہ

٢٠٨-اللہ کے رسول نے عبیدہ بن حارث بن مطلب-جو کہ نبی کے دادا عبدالمطلب کے چچیرے بھائی تھے-کو ایک سریہ میں بھیجا، جس کا مقصد قریش کا قافلہ تھا، دونوں لشکروں کے مابین تیر کے تبادلہ ہوئے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا سریہ

٢٠٩-پھر اللہ کے رسول ﷺ نے ایک سریہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا، اس کا مقصد بھی قریش کا قافلہ ہی تھا مگر قافلہ نے راہ فرار اختیار کر لیا۔

کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کی وفات

۲۱۰- ہجرت کے بعد مدینہ کے اندر مسلمانوں میں سے سب سے پہلے فوت ہونے والے کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ تھے، جو بہت بوڑھے ہو گئے تھے، قباء کے مقام پر پہونچنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ انہیں کے یہاں ٹھہرے تھے۔

غزوہ ابواء

۲۱۱-ہجرت کے بارہویں مہینے کی شروعات میں ماہ صفر کے اندر اللہ کے رسول اپنے سب سے پہلے غزوہ کے لئے روانہ ہوئے، وہ غزوہ ابواء تھی جسے ودان بھی کہا جاتا ہے، اس کا مقصد قریش کے قافلے کو روکنا تھا۔

غزوہ بواط

۲۱۲- پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے تیرہویں ماہ کی ابتداء میں ماہ ربیع الاول کے اندر اپنے دوسرے غزوہ یعنی غزوہ بواط میں قریش کے قافلے کو روکنے کے مقصد سے نکلے۔

غزوہ عشیرہ

۲۱۳-پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تیسرے غزوہ یعنی غزوہ عشیرہ کے لئے نکلے، یہ ماہ جمادی الآخرہ کے اندر ہجرت کے سولہویں ماہ کی ابتداء میں واقع ہوئی تھی۔

غزوہ سفوان

۲۱۴- عشیرہ کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند راتیں ہی ٹھہرے تھے کہ غزوہ سفوان میں نکل پڑے، جسے غزوہ بدر اولی کا بھی نام دیا جاتا ہے۔

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا سریہ

۲۱۵-پھر اللہ کے رسول نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو نخلہ نامی علاقے کی طرف ایک سریہ میں روانہ کیا، اس کا مقصد بھی قریش کے ایک قافلے کو روکنا تھا، قافلہ مل گیا اور عمرو بن حضرمی کو قتل کر دیا گیا جو اسلام میں پہلا مقتول کافر تھا، عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا گیا، اور قافلے میں موجود سارا مال و متاع مال غنیمت کے طور پر لایا گیا۔

عبداللہ بن جحش کی قیادت میں سریہ نخلہ کے اندر حالت اسلام میں پہلا مقتول، پہلا قیدی اور پہلا مال غنیمت حاصل ہوا۔

قبلہ کی تبدیلی

۲۱۶۔ ہجرت کو دوسرے سال ماہ رجب کے درمیان میں نبی ﷺ کے پاس بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف قبلہ کے تبدیلی سے متعلق وحی نازل ہوئی۔

رمضان کے روزوں کی فرضیت

۲۱۷۔ ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں نبی ﷺ کے پاس رمضان کے روزوں کی فرضیت سے متعلق وحی آئی، آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں نو رمضان کے روزے رکھے، کیونکہ گیارہ ہجری کے آغاز ہی میں آپ ﷺ رحلت فرماگئے۔

زکاۃ فطر کی فرضیت

۲۱۸۔ ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں نبی ﷺ کے پاس زکاۃ فطر کے فرضیت کی وحی نازل ہوئی اور اس کی فرضیت مال کے زکاۃ کی فرضیت سے پہلے ہوئی ہے۔

غزوہ بدر کبری

۲۱۹۔ رمضان سنہ ۲ ہجری میں غزوہ بدر کبری پیش آئی، اسی کو یوم فرقان بھی کہا جاتا ہے، جس کے ذریعہ اللہ نے حق و باطل کے درمیان فرق کیا۔

۲۲۰۔ غزوہ بدر کبری جس کا تذکرہ اللہ نے قرآن میں تا قیامت باقی رکھا ہے، اس کی ایسی خصوصیات ہیں جو کسی ایک اور غزوہ کی نہیں ہیں، جو اس میں شریک ہوئے وہ صحابہ کرام میں سب سے افضل قرار پائے۔

۲۲۱-غزوہ بدر کبری کے ذریعہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو قوت بخشی اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشا،اس سے مسلمانوں کی شان وشوکت میں بھی اضافہ ہوا۔

رقیہ بنت نبی ﷺ کی وفات

۲۲۲-رقیہ بنت نبی ﷺ غزوہ بدر کبری کے فورا بعد فوت ہو گئیں، ان کے شوہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے،ان کے بطن سے عثمان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ پیدا ہوئے، جو کہ چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

پہلی عید الفطر

۲۲۳-اسلام میں مسلمانوں نے سب سے پہلی عید الفطر سنہ ۲/ہجری میں شوال کے پہلے دن منائی۔

حافظ ابن حجر التلخیص الحبیر میں لکھتے ہیں کہ: یہ بات مجھے کسی حدیث میں تو نہیں ملی،البتہ سیرت کی کتابوں میں یہی مشہور ہے۔

علی بن ابی طالب کی فاطمہ رضی اللہ عنہما سے شادی

۲۲۴-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنہ ۲/ہجری میں فاطمہ بنت نبی ﷺ سے شادی کی۔

۲۲۵-حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پانچ اولاد تھیں:

۱-حسن۔

۲-حسین۔

۳-محسن۔

۴-ام کلثوم۔

۵-زینب۔

غزوہ بنو قینقاع

۲۲۶-شوال سنہ ۲/ہجری میں غزوہ بنو قینقاع واقع ہوئی، یہ یہود کے ساتھ پہلی غزوہ تھی، اللہ کے رسول ﷺ نے یہود بنی قینقاع کا محاصرہ کیا، یہاں تک کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے، اور پھر آپ ﷺ نے انہیں مدینہ سے جلاوطن کر دیا۔

غزوہ سویق

۲۲۷-ذوالحجہ سنہ ۲/ہجری میں غزوہ سویق بھی واقع ہوئی ابوسفیان نے مدینہ پر دھاوا بول کر انصار کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، تب اللہ کے رسول ﷺ اس کا پیچھا کرتے ہوئے سو آدمی لے کر نکلے تھے مگر آپ ﷺ اسے نہیں پاسکے تھے۔

پہلی عید الأضحی

۲۲۸- سنہ ۲/ہجری میں ذوالحجہ کی دس تاریخ کو مسلمانوں نے پہلی عیدالاضحی منائی، اللہ کے رسول ﷺ نے دھاری دار، سینگ والے مینڈھے کو قربان کیا تھا۔

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات

۲۲۹-ذوالحجہ سنہ ۲/ہجری میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی انہیں مقبرہ بقیع میں دفنایا گیا یہ بقیع میں دفنائے جانے والے مہاجرین میں سے پہلے شخص تھے۔

غزوہ بنو سلیم

۲۳۰- محرم سنہ ۳/ہجری میں غزوہ بنو سلیم واقع ہوئی، اسے قَرْقَرَةَ الْكُدْر بھی کہا جاتا ہے، جب یہ خبر ملی کہ بنی سلیم کا ایک لشکر مدینہ پر حملہ کرنے والا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ میں

سے دو سو آدمیوں کو ساتھ لے کر نکلے تھے، جب اللہ کے رسول قرقرہ الکدر نامی جگہ پہونچے تو وہاں پر بنو سلیم کے کسی شخص کو نہیں پایا، وہاں آپ نے کسی کو نہ دیکھا۔

غزوہ ذی امر

۲۳۱۔ محرم سنہ ۳ہجری ہی میں غزوہ ذی امر کا واقعہ پیش آیا، جسے غزوہ غطفان بھی کہا جاتا ہے، جب قبیلہ غطفان سے ایک لشکر کے آمد کی خبر ملی، تو اللہ کے رسول ﷺ ساڑھے چار سو کی لشکر لے کر ان کے تعاقب میں نکلے تھے، جب انہیں اللہ کے رسول ﷺ کے نکلنے کی خبر ہوئی تو وہ جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۲۳۲۔ جمادی الاخرہ سنہ ۳ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا، جس کا مقصد قریش کے لشکر کو روکنا تھا، ان کے پاس سے مال غنیمت حاصل ہوئی۔

ام کلثوم کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہما کی شادی

۲۳۳۔ ربیع الاول سنہ ۳ہجری میں عثمان رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت نبی ﷺ سے ان کی بہن رقیہ رضي الله عنها کی وفات کے بعد شادی کی، ان کی بطن سے عثمان کے یہاں کوئی اولاد نہ تھی۔

اللہ کے رسول ﷺ کی حفصہ رضی اللہ عنہا سے شادی

۲۳۴۔ شعبان سنہ ۳ہجری میں اللہ کے رسول نے حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو پہلے خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور وہ فوت ہو گئے تھے۔

رسول ﷺ کی زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے شادی

۲۳۵-رمضان سنہ ۳ھ ہجری میں نبی ﷺ نے زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہاسے شادی کی، یہ نبی ﷺ کے ساتھ صرف دو یا تین ماہ ہی تھیں کہ وفات پا گئیں۔

غزوہ اُحد

۲۳۶- سنہ ۳ھ ہجری شوال کے درمیانی ایام میں غزوہ احد کا مشہور واقعہ پیش آیا، جو کہ اللہ کے رسول ﷺ پر گذرنے والا مشکل ترین غزوہ تھا۔

۲۳۷-غزوہ احد میں نبی ﷺ کے سامنے کے دانت شہید ہوئے تھے، آپ کے سر مبارک میں خود کی کڑی چبھ گئی تھی، معاملہ سخت ترین ہو گیا تھا، اللہ سبحانہ و تعالی نے فرشتے اتار کر آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔

۲۳۸-غزوہ احد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے اپنے نبی ﷺ کے دفاع سے متعلق ایک عظیم آزمائش تھی، جس میں انہیں واضح ترین کامیابی بھی حاصل ہوئی۔

۲۳۹-غزوہ احد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ۷۰/لوگ شہید ہوئے، جن میں سرفہرست اللہ کے رسول ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب تھے۔

۲۴۰-غزوہ احد میں نبی ﷺ کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حقیقی محبت ظاہر ہوئی، کہ انہوں نے نبی ﷺ کی زندگی کے لئے اپنی جانوں تک کی بازی لگا دی۔

۲۴۱-غزوہ احد ایک حقیقی آزمائش تھی جس میں پکے سچے مسلمان یعنی صحابہ کرام اور جھوٹے منافقوں (جن میں سرفہرست ابن سلول قبحہ اللہ تھا) کے درمیان فرق ہوا۔

۲۴۲-غزوہ احد میں ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی تلوار لے کر اس کا حق ادا کیا تھا، میدان جنگ میں فرشتے بھی نازل ہوئے تھے انہوں نے ہی حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کو غسل دیا تھا۔

۲۴۳- غزوہ احد اللہ کے رسول ﷺ کے موت کا مقدمہ اور تیاری تھی، اللہ نے نبی ﷺ کے صحابہ کو ثابت قدم رکھا۔

۲۴۴- غزوہ احد میں عظیم ترین دروس اور نصیحتیں موجود ہیں، ابن قیم نے زاد المعاد میں اس سے متعلق دروس و عبر کو بہت ہی بہترین انداز میں ذکر کیا ہے۔

غزوہ حمراء الاسد

۲۴۵- یہ غزوہ اتوار کے دن غزوہ احد کے صرف ایک دن بعد ہی واقع ہوئی، جس کا سبب یہ تھا کہ ابو سفیان کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کو یہ خبر ملی کہ وہ قریش کے ساتھ مدینہ کی جانب واپسی کا ارادہ کر رہا ہے، تاکہ باقی بچے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ کے سارے کام تمام کردے۔

۲۴۶- اللہ کے رسول ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو دشمن سے مقابلے کے لئے نکلنے کی آواز دیں، اور یہ کہیں کہ ہمارے ساتھ احد والے دن شامل لوگ ہی نکلیں، پھر اللہ کے رسول ﷺ غزوہ احد میں شریک اپنے ساتھیوں کو لے کر نکل پڑے۔

۲۴۷- مسلمانوں کا جھنڈا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، اللہ کے رسول ﷺ اپنے چہرہ مبارک میں زخم اور دندان مبارک کی شہادت کے باوجود بھی نکلے تھے، اسی طرح آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس وقت زخموں سے چور تھے۔

۲۴۸- اللہ تعالی نے ان کی حالت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴾۔

۲۴۹-اللہ کے رسول ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ حمراء الاسد نامی علاقے میں جا کر پڑاؤ ڈال دیا، وہاں پر تین دن تک رہے، ابو سفیان نے جب اس بارے میں سنی تو خوف زدہ ہوا اور اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ مکہ واپس ہو گیا۔

۲۵۰-اللہ کے رسول ﷺ نے حمراء الاسد میں تین دن ٹھہرنے کے بعد بدھ کے دن مدینہ کی جانب واپسی کر لی، اس سے مسلمانوں میں احد کے روز لڑکھڑانے کے باعث اپنی کھوئی ہوئی ہیبت واپس آ گئی۔

سریہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ

۲۵۱- محرم سنہ ۴ ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے پچاس آدمیوں کے ساتھ ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ طلیحہ بن خویلد اسدی کو روکیں، جو مدینہ پر حملہ کی خاطر لشکر کشی کر رہا تھا۔

ابو سلمہ کی وفات رضی اللہ عنہ

۲۵۲-جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اس سریہ سے واپس ہوئے تو احد والے دن لگا ان کا ایک زخم ابھر آیا، جس سے ان کی وفات ہو گئی۔

۲۵۳-اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تو ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور ان کے درجات کو ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند فرما، ان کے پیچھے ان کے ذریت کی حفاظت فرما، اور اے اللہ دونوں جہانوں کے پالنہار ہمیں اور انہیں بخش دے۔ مسلم شریف

سریہ عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

۲۵۴- محرم سنہ ۴ ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے عبداللہ بن انیس ہذلی رضی اللہ عنہ کو خالد بن سفیان ہذلی کو قتل کرنے کے لئے بھیجا جس نے مدینہ پر دھاوا بولنے کے کئے بہت بڑی فوج اکٹھا کرر کھی تھی۔

۲۵۵- عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو خالد بن سفیان ہذلی کو قتل کرنے کا موقع مل گیا، اور اس کے مرتے ہی مدینہ پر دھاوا بولنے کے لیے اکٹھا ہوئی فوج بکھر گئی۔

۲۵۶- عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ جب مدینہ لوٹ کر گئے تو اللہ کے رسول ﷺ بہت خوش ہوئے، اور فرمایا: ((أفلح الوجه)) **یعنی**: یہ چہرہ کامیاب ہوگیا۔

۲۵۷- پھر اللہ کے رسول ﷺ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو اپنی لاٹھی دی اور فرمایا: ((یہ میرے اور تمہارے درمیان قیامت والے دن نشانی ہوگی))۔ جب عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اسے بھی ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

سریہ رجیع

۲۵۸- ہجرت کی چوتھے سال ماہ صفر میں سریہ رجیع واقع ہوئی، جس میں دس صحابی شہید ہوئے، ان کے ساتھ بنو لحیان نے غداری کی تھی، یہ حادثہ نبی ﷺ پر بہت گراں گذرا۔

بئر معونہ کا دل دہلانے والا حادثہ

۲۵۹- صفر چار ہجری میں ہی بئر معونہ کا دردناک حادثہ بھی پیش آیا، اسے سریہ قراء کا نام بھی دیا جاتا ہے، جس میں ستر انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، ان کے ساتھ رعل ذکوان اور عصیہ نامی قبیلے کے لوگوں نے غداری کی تھی۔

۲۶۰- بئر معونہ کا یہ دردناک حادثہ مسلمانوں کو پیش آمدہ بڑے مصائب میں سے تھا، اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ غداری کرنے والے قبائل پر پورے ایک ماہ بددعا کرتے رہے۔

غزوہ بنی نضیر

۲۶۱-ربیع الاول سنہ ۴ ہجری میں غزوہ بنو نضیر واقع ہوئی، یہ یہود کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کا دوسرا غزوہ تھا۔اس کی وجہ ان کی جانب سے نبی ﷺ کے قتل کی سازش تھی۔

۲۶۲-اللہ کے رسول ﷺ نکلے اور ان کا ان کے گھروں میں ہی محاصرہ کر لیا،اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا،انہوں نے نبی ﷺ سے جلاوطنی پر مصالحت کر لی۔

۲۶۳-جلاوطنی کا معنی ہے ان کو ان کی زمین سے باہر کر دینا،ان پر اللہ کے رسول نے یہ شرط رکھی تھی کہ وہ ہتھیاروں کے علاوہ جتنی چیزیں لاد کر کے لے جا سکیں اپنے ساتھ لے کر جائیں۔

۲۶۴-پوری سورہ حشر غزوہ بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی،اس میں غزوہ کا پورا قصہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے،ان آیتوں کو سمجھنے کے لئے اس غزوہ کے بارے میں پڑھنا ضروری ہے۔

دوسری غزوہ بدر

۲۶۵-شعبان سنہ ۴ ہجری میں دوسری غزوہ بدر واقع ہوئی، جسے بدر صغریٰ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ اس میں لڑائی نہیں ہوئی تھی۔

۲۶۶-اسے غزوہ بدر موعد بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ابو سفیان نے نبی ﷺ سے غزوہ احد کے بعد وعدہ کیا تھا، کہ آئندہ سال بدر کے مقام پر لڑائی کے لئے جمع ہوں گے۔

۲۶۷-اللہ کے رسول ﷺ اپنے ساتھ پندرہ سو آدمی لے کر نکلے اور ابو سفیان دو ہزار آدمی لے کر نکلا، وہ ڈرا ہوا تھا،اسے نکلنا اچھا نہیں محسوس ہو رہا تھا۔

۲۶۸-اللہ کے رسول ﷺ بدر کے مقام پر پہونچ کر ابو سفیان کا انتظار کرنے لگے، جب ابو سفیان عسفان نامی جگہ پہونچا تو خوف زدہ ہوا اللہ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا،اور وہ واپس ہو گیا،اس کے ساتھی بھی منتشر ہو گئے۔

رسول ﷺ کی ام سلمہ رضي الله عنها سے شادی

۲۶۹-شوال سنہ ۴/ ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے ام سلمہ رضي الله عنها سے شادی کی ان کا نام ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ تھا، یہ ان کا اپنے شوہر ابو سلمہ کی عدت مکمل کرنے کے بعد کا واقعہ ہے۔

۲۷۰-ام سلمہ رضي الله عنها مضبوط عقل اور درست رائے کی صفت سے متصف تھیں، یہ نبی ﷺ کی بیویوں میں سب سے بعد سنہ ۶۱/ ہجری میں فوت ہوئیں۔

رسول ﷺ کی زینب بنت جحش رضي الله عنها سے شادی

۲۷۱-اللہ کے رسول ﷺ نے زینب بنت جحش رضي الله عنها سے ہجرت کے چوتھے سال شادی کی، جو آپ کے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، زید رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی تھی پھر آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔

۲۷۲-نبی ﷺ کا زینب بنت جحش رضي الله عنها سے شادی کا مقصد منہ بولا بیٹا بنانے کو باطل قرار دینا اور جاہلیت کے اس عادت کو ختم کرنا تھا۔

۲۷۳-زینب بنت جحش رضي الله عنها زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تقریباً ایک سال رہیں، پھر انہوں نے ان کو طلاق دے دیا اور جب عدت ختم ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔

۲۷۴-اللہ کے رسول ﷺ کی زینب سے شادی کرانے والے خود اللہ سبحانہ وتعالی تھے ان کے پاس اللہ کے رسول بلا اجازت داخل ہوئے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا ﴾۔

۲۷۵-زینب بنت جحش رضي الله عنها نبی ﷺ کی دیگر بیویوں پر فخر کرتے ہوئے کہتی تھیں کہ: تمہاری شادیاں تمہارے گھر والوں نے کرائی ہے اور میری شادی اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے کرائی ہے۔بخاری شریف

۲۷۶-نبی ﷺ نے زینب بنت جحش رضي الله عنها سے دخول کے بعد ولیمہ کیا،انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے زینب بنت جحش رضي الله عنها سے دخول کے بعد ولیمہ کرکے سب کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔بخاری شریف

حجاب کا نزول

۲۷۷-زینب بنت جحش رضي الله عنها کی نبی ﷺ کے ساتھ شادی کے قصے میں ہی پردہ کا حکم نازل ہوا،یہاں امہات المومنین رضي الله عنهن کے پردہ سے مراد یہ تھا کہ ان سے کوئی اجنبی شخص بغیر پردہ کے بات نہ کرے۔

۲۷۸-زینب بنت جحش رضي الله عنها دین،ورع،سخاوت اور بھلائی کے معاملے میں افضل ترین عورتوں میں سے تھیں۔

عائشہ رضي الله عنها کہتی ہیں کہ میں نے دین کے معاملے زینب سے بھلی عورت کبھی نہیں دیکھی۔

۲۷۹-اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی بیویوں سے فرمایا: ((تم میں مجھ سے سب سے پہلے ملنے والی وہ ہوگی جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہے)) ۔مسلم شریف

ہاتھ کے لمبا ہونے سے مراد صدقہ تھا، زینب رضي الله عنها صدقہ کرنے میں سب سے لمبی ہاتھ والی تھیں۔

۲۸۰- زینب بنت جحش رضي الله عنها ہجرت کے بیسویں سال عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئیں، وہ اللہ کے رسول ﷺ کے وفات کے بعد سب سے پہلی فوت ہونے والی بیوی تھیں، انہیں مقبرہ بقیع میں دفن کیا گیا۔

غزوہ بنو مصطلق

۲۸۱- شعبان سنہ ۵/ ہجری میں غزوہ بنو مصطلق واقع ہوئی، اسے مریسیع بھی کہا جاتا ہے، اس کا سبب یہ تھا کہ حارث بن ابی ضرار بنی مصطلق کے سردار نے مدینہ پر دھاوا بولنے کے لئے بہت بڑی فوج اکٹھا کر رکھی تھی۔

۲۸۲- اللہ کے رسول ﷺ ان کی جانب اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سات سو آدمی لے کر نکلے، اور ان پر حملہ آور ہو گئے، ان کے جنگجو افراد کو قتل کر دیا اور عورتوں و بچوں کو قید کر لیا۔

رسول ﷺ کی جویریہ رضي الله عنها سے شادی

۲۸۳- باندیوں میں سے بنی مصطلق کے سرادار کی بیٹی جویریہ بنت حارث بھی تھیں، اللہ کے رسول ﷺ نے اسلام قبول کرنے کی صورت میں ان سے شادی کرنے کی پیشکش کی، لہذا وہ مسلمان ہو گئیں اور آپ ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔

۲۸۴- اللہ کے رسول ﷺ کی جویریہ رضي الله عنها سے شادی کے بعد لوگوں نے بنو مصطلق کی تمام باندیوں کو آزاد کر دیا، کیونکہ وہ نبی کے سسرالی رشتے دار قرار پائے۔

حضرت عائشہ رضي الله عنها فرماتی ہیں کہ مجھے نہیں پتہ کہ جویریہ رضي الله عنها سے بڑھ اپنے قوم پر کوئی دوسری عورت بابرکت رہی ہو۔ اسے امام احمد نے اپنی مسند میں حسن اسناد سے نقل کیا۔

۲۸۵-ام المؤمنین جویریہ رضي الله عنھااللہ کا بکثرت ذکر کرنے والوں میں سے تھیں پینسٹھ سال کی عمر میں آپ کی وفات سنہ ۵۶/ہجری میں ہوئی۔

اس غزوہ میں منافقین کی سازش

۲۸۶-غزوہ بنو مصطلق میں نبی ﷺ کے ساتھ بہت سے منافق بھی نکلے تھے،ان میں سر فہرست عبداللہ بن ابی بن سلول قبحـــــه الله بھی شامل تھا،ان منافقین کا مقصد مسلمانوں کے مابین فتنہ برپا کرنا تھا۔

۲۸۷-بنو مصطلق میں دو بڑے واقعات پیش آئے:

پہلا: مہاجرین اور انصار کے درمیان فتنہ برپا کرنا۔

دوسرا:ام المومنین عائشہ رضي الله عنھاپر حادثہ افک کی شکل میں تہمت لگانا۔

۲۸۸-ابن سلول اپنے ساتھیوں سمیت ام المومنین عائشہ رضـــي الله عنھـــا کی عزت پر تہمت لگانا چاہا تھا، جو کہ کافی بھیانک فتنہ تھا۔

۲۸۹-اللہ نے ام المومنین عائشہ رضـــي الله عنھـا کی براءت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمائی،اور چند ایسی آیتیں اس بارے میں نازل کیں جن کی تاقیامت تلاوت کی جاتی رہیں گی۔

امام نووی لکھتے ہیں کہ:عائشہ رضـــي الله عنھـا کی براءت قرآن عزیز کی قطعی آیت سے ثابت ہے،اس میں شک کرنے والے انسان کے کفر وارتداد پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

۲۹۱-قصہ افک میں کئی عظیم دروس مضمر ہیں، ان کا جاننا مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے،اس قصہ سے امام ابن حجر نے فـتـح البـــاری میں ستر سے زائد فائدے مستنبط کئے ہیں۔

غزوہ خندق

۲۹۲-شوال سنہ ۵ ہجری میں غزوہ خندق واقع ہوئی، اسے غزوہ احزاب بھی کہا جاتا ہے، اس کے واقع ہونے کی وجہ یہود کی طرف سے مدینہ پر حملہ کی خاطر عرب کے تمام قبائل کو جمع کرنا تھا۔

۲۹۳-یہودیوں کے بھڑکانے اور ابھارنے کے سبب مدینہ پر حملہ کے لئے دس ہزار کی فوج جمع ہوگئی، ان کے قائد ابوسفیان صخر بن حرب تھے۔

۲۹۴-سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا، اللہ کے رسول ﷺ نے ان کا مشورہ قبول کیا، غزوہ خندق سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی پہلی جنگ تھی۔

۲۹۶-نبی کے فوج کی تعداد تین ہزار تھی اللہ کے رسول نے ہر دس شخص پر ایک امیر مقرر فرمایا تھا، اور انہیں کھودنے کے لئے چالیس گز کی لمبائی دی۔

۲۹۷-احزاب کی آمد سے پہلے ہی خندق کھود کر تیار ہوگیا، جب احزاب مدینہ پہونچے تو خندق کو اپنے اور مدینہ میں داخلے کے درمیان آڑ پایا۔

۲۹۸-غزوہ خندق میں نبی ﷺ کے کئی معجزے ظاہر ہوئے:

۱-کھانے کا زیادہ ہونا۔

۲-بھاری پتھر کا تین ضرب سے ہی ٹوٹ جانا۔

۳-فارس وروم کے فتح کی بشارت۔

۲۹۹-بنو قریظہ کے یہودیوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کیا عہد توڑ دیا، اور مسلمانوں کو کافی پریشانی لاحق ہوئی، اور انہیں آزمائش سے دوچار ہونا پڑا دل حلق کو آپہونچے، اللہ نے انہیں کی حالت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ

مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا﴾۔

۳۰۰-اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ سے مشکل کو ختم کرنے کی دعا کی، رب تعالی نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی، اور احزاب پر آندھی نازل فرمادی، جس سے ان کے معاملات بکھر گئے، اللہ نے فرشتے بھی نازل فرمائے، ان کے دلوں میں رعب پیدا ہو گیا، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴾ اور فرمایا: ﴿ وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ﴾۔

۳۰۱-احزاب (فوجیں) ناکامی کے ساتھ اپنی دیار کی جانب لوٹ گئے، اور اللہ کی جانب سے احزاب کو آندھی اور رعب کے ذریعہ بکھیرنے سے مدینہ نبوی میں امن و امان کی فضاء قائم ہو گئی۔

غزوہ بنو قریظہ

۳۰۲-اللہ کے رسول ﷺ غزوہ خندق یا احزاب کے بعد اپنے گھر آ گئے، جبریل علیہ السلام نے آکر آپ ﷺ کو بنو قریظہ کے یہودیوں سے قتال کا حکم دیا۔

۳۰۳-اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی ہتھیار اٹھائی اور نکل پڑے اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ((خبردار تم میں کوئی بنو قریظہ پہونچنے سے پہلے نماز نہ پڑھے))۔ متفق علیہ

۳۰۴-اللہ کے رسول ﷺ بنو قریظہ کے لئے نکلے اور ان کا محاصرہ کر لیا، ان پر یہ گھیراؤ بھاری پڑا، اللہ نے ان کے دلوں میں رعب بھی ڈال دیئے، لہذا سب نے ہتھیار ڈال دیئے۔

۳۰۵-اللہ کے رسول ﷺ نے آدمیوں کو مضبوطی کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا، وہ کل چار سو جنگجو تھے، ان کے بارے میں فیصلہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ذمہ چھوڑ دیا۔

بنو قریظہ کے بارے میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

۳۰۶- غزوہ خندق میں زخم آنے کے سبب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ایک گدھے پر سوار کر کے لایا گیا، اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے کہا: ((میں نے بنو قریظہ کا فیصلہ آپ کے اوپر چھوڑ دیا ہے))۔

۳۰۷- سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا فیصلہ ان کے بارے میں یہ ہے کہ ان کے جنگجو افراد کو قتل کر دیا جائے اور بچوں (ذراری) کو قید کر لیا جائے اور ان کے مال تقسیم کر دیئے جائیں۔

۳۰۸- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((یقیناً تم نے ساتوں آسمانوں کے اوپر رب کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے))۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے ان پر فیصلہ نافذ کرنا شروع کر دیا۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات

۳۰۹- جب بنو قریظہ پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو نافذ کیا گیا، اللہ نے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی، اس سے متعلق ان کا سینہ ہلکا ہوا، تبھی ان کا زخم پھوٹ پڑا اور وہ فوت ہو گئے۔

۳۱۰- جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((سعد کی وفات کے سبب اللہ کا عرش ہل اٹھا))۔ متفق علیہ

۳۱۱- سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو کفن دے کر فراغت کے بعد جب لوگوں نے انہیں قبرستان لے جانے کے لئے اٹھایا، تو ساتھ فرشتوں نے بھی انہیں اٹھایا۔

۳۱۲- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((سعد بن معاذ کے موت والے دن ستر ہزار فرشتے زمین پر نازل ہوئے اتنی تعداد میں وہ اس سے پہلے کبھی بھی نہیں نازل ہوئے تھے))۔ اسے بزار نے جیّد سند سے روایت کیا ہے۔

۳۱۳-سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہونچا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک روپڑے تھے۔

۳۱۴-عائشہ رضي الله عنهـا فرماتی ہیں کہ: مسلمانوں کیلئے اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں ابو بکر وعمر رضي الله عنهما کے بعد کسی کی وفات پر مسلمانوں کو سعد بن معاذ کی موت سے زیادہ تکلیف نہ ہوئی۔اسے احمد نے فضائل میں حسن اسناد سے روایت کیا ہے۔

۳۱۵-اللہ تعالی نے قرآن میں اس غزوہ کا ذکر ہمیشہ کے لئے باقی رکھ دیا ہے، اللہ نے سورہ احزاب کی ابتداء سے نو نمبر آیت تک اسی کے سلسلے میں نازل فرمائی ہیں۔

غزوہ خندق میں شرکت کرنے والے قبائل کی تأدیب

۳۱۶-اللہ کے رسول ﷺ نے اب ان قبائل کی جانب لشکر بھیجنی شروع کی جو غزوہ خندق میں شریک ہوئے تھے، ان کے اوپر یکے بعد دیگرے سریہ بھیجیں۔

غزوہ بنو لحیان

۳۱۷-ربیع الاول سنہ ۶ / ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ غزوہ بنو لحیان کی خاطر نکلے، اور ان پر حملہ کیا جس سے وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

سریہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

۳۱۸-ربیع الاول سنہ ۶ / ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے عكاشه بن محصن کی قیادت میں ایک سریہ بنو اسد کی جانب بھیجا، مگر وہ بھاگ کر بکھر گئے۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

۳۱۹-اللہ کے رسول ﷺ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں غطفان کی ایک شاخ بنی ثعلبہ کی جانب بھیجا، جو کہ ربیع الآخر سنہ ۶/ ہجری کا واقعہ ہے، ان کے درمیان لڑائی بھی ہوئی تھی۔

سریہ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

۳۲۰-اللہ کے رسول ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ربیع الآخر سنہ ۶/ ہجری میں ذی القصہ کی جانب ایک لشکر بھیجا، اس لشکر نے ان پر دھاوا بولا اور ان کے پاس سے مال غنیمت بھی حاصل ہوا۔

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۳۲۱-اللہ کے رسول ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ میں بنی سلیم کے پاس بھیجا، ان سے مال غنیمت حاصل ہوئی، اور مسلمان اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ صحیح سالم واپس آئے، یہ بھی ربیع الاخر سنہ ۶/ ہجری کا واقعہ ہے۔

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۳۲۲-جمادی الآخرہ سنہ ۶/ ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک اور سریہ روانہ کیا، جس کا مقصد قریش کی ایک قافلے کو روکنا تھا، وہ قافلہ مل گیا اور ان کے ساتھ موجود سارا سامان انہوں نے لے لیا اور جتنے بھی لوگ قافلے میں تھے سب کو قید کر لیا، ان قیدیوں میں ابو العاص بن ربیع نبی ﷺ کی بیٹی زینب کے شوہر بھی تھے، جو اب تک حالت شرک پر تھے۔

۳۲۳- نبی ﷺ کی بیٹی زینب رضي الله عنها نے اپنے شوہر ابو العاص بن ربیع کو پناہ دے دی، جو کہ اب تک مشرک ہی تھے، لہذا اللہ کے رسول ﷺ نے سارے قیدیوں کو آزاد کر دیا، اور ان کا سارا مال بھی واپس لوٹا دیا گیا۔

۳۲۴- ابو العاص بن ربیع قافلہ میں موجود اہل مکہ کا سارا مال واپس لے کر مکہ گئے، پھر مسلمان ہو گئے اور ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔

غزوہ حدیبیہ

۳۲۵- ذو القعدہ سنہ ۶/ ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ ﷺ کو اطلاع دی کہ آپ ﷺ عمرہ کرنا چاہتے ہیں، اور آپ ﷺ نے خواب دیکھا ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی مکہ میں امن وامان کے ساتھ سر منڈائے ہوئے داخل ہو رہے ہیں، اللہ تعالی نے اس خواب کا تذکرہ اپنی پاک کتاب میں بھی کیا ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿لقد صدق الله رسوله الرؤيا....فتحا قريبا﴾۔

۳۲۶- صحابہ کرام ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے، اور آپ ﷺ کے ساتھ نکلنے کے لئے تیار ہو گئے، اللہ کے رسول ﷺ نے دیہاتی علاقوں سے اسلام قبول کر کے آئے ہوئے بدّوں کو بھی اپنے ساتھ نکلنے کے لئے کہا۔

۳۲۷- دیہاتی لوگ سست ثابت ہو، اور انہوں جھوٹے اور بے تکا بہانے پیش کئے، اللہ نے قرآن میں ان کی حقیقت واضح کر دی، فرمان باری تعالی ہے: ﴿سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا(١١) بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا﴾۔

۳۲۸-اللہ کے رسول ﷺ مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چودہ سو لوگ بھی تھے، ساتھ آپ کی بیوی ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضـــي الله عنها بھی تھیں۔

۳۲۹-اللہ کے رسول ﷺ اپنے ساتھ مسافر کے ہتھیار یعنی میان میں رکھی تلوار کے علاوہ کوئی خاص ہتھیار نہیں لئے تھے، اور آپ ﷺ نے ہدی کے طور پر ستر اونٹنیاں بھی اپنے ساتھ لی ہوئی تھیں۔

۳۳۰-اللہ کے رسول ﷺ مدینہ والوں کے میقات ذوالحلیفہ پہونچے اپنے احرام کو زیب تن کیا اور عمرہ کی تلبیہ پکاری اور مکہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

۳۳۱-قریش کو اللہ کے رسول ﷺ کے مکہ عمرہ کی خاطر آمد کی خبر لگی، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم وہ ہمارے پاس نہیں آسکتے اور انہوں نے خالد بن ولید جو کہ اب تک مشرک تھے ان کی قیادت میں مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے ایک ٹکری تیار کی۔

۳۳۲-اللہ کے رسول ﷺ مقام عســـفان تک پہونچے، تو خالد بن ولید کی ٹکڑی کو اپنے سامنے پایا اس وقت نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا۔

۳۳۳-اسی وقت نماز خوف کی مشروعیت سے متعلق وحی نازل ہوئی، غزوہ حدیبیہ کے موقع پر یہ اسلام پڑھی جانے والے پہلی نماز خوف تھی۔

۳۳۴-پھر اللہ کے رسول ﷺ نے کفار کے گھوڑوں سے لڑنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے صحابہ سے کہا کہ: ((ہمیں ان کے راستے سے الگ دوسرے کسی راستے پر کون لے جائے گا؟۔

۳۳۵-ایک صحابی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں!، اور وہ انہیں لے کر ایک سنسان راستے کے ذریعہ نکل گئے، یہاں تک کہ وہ مشرکین کے ٹکڑی کے پیچھے جانب پہونچنے میں کامیاب ہو گئے۔

۳۳۶-مسلمان مرار نامی ٹیلے تک پہونچ گئے، وہاں اللہ کے رسول ﷺ کے اونٹنی بیٹھ گئی، وہ وہاں سے ہلنے تک کو تیار نہ تھی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اٹھانے کی کوشش کی، مگر کوئی فائدہ نہ ہوا پھر نبی ﷺ نے اپنی اونٹنی کو ڈانٹا، وہ چل کھڑی ہوئی، یہاں تک کہ حدیبیہ کے ترائی علاقے میں پہونچ گئی جب آپ ﷺ حدیبیہ میں رکے ہوئے تھے اسی درمیان بدیل بن ورقاء کچھ لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آیا۔

۳۳۷-اس نے نبی ﷺ سے کہا کہ قریش تم سے قتال کرنے اور تمہیں بیت سے روکنے کے لئے نکل پڑے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((ہم قتال کے لئے نہیں بلکہ عمرہ کے لئے آئے ہیں))۔ بخاری شریف

۳۳۸-قریش نے کئی بار اپنے قاصد بھیج کر نبی ﷺ کے مکہ آنے کا مقصد معلوم کیا کہ قتال کے لئے آئے ہیں یا عمرہ کے لئے؟

۳۳۹-قریش نے درج ذیل لوگوں کو بھیجا:

۱-مکرز بن حفص۔

۲-حلس بن علقم۔

۳-عروہ بن مسعود ثقفی۔

۳۴۰-قریش کے بھیجے سارے نمائندے خبر لے کر لوٹ گئے، کہ مسلمان عمرہ کی ادائیگی کے لئے آئے ہیں، قتال کے لئے نہیں آئے ہیں، اس پر دلیل ان کا حالت احرام میں ہونا اور ہدی کے جانور کا ساتھ لانا تھا۔

۳۴۱-یہ معاملہ دیکھ کر اللہ کے رسول ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ کے سردار ابوسفیان کے پاس بھیجا، تاکہ وہ انہیں بتائیں کہ وہ قتال کے لئے نہیں بلکہ عمرہ کے لئے آئے ہیں۔

۳۴۲-جب عثمان رضی اللہ عنہ ابوسفیان کے پاس پہونچے تو ابوسفیان نے ان کو خوشامد کیا اور ان سے کہا کہ: تم ذرا ہمارے پاس ٹھہرے رہو ہم مشورہ کرلیں، چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ ان کے یہاں کچھ دن ٹھہرے رہ گئے، اور نبی ﷺ کے پاس یہ خبر پہونچی کہ عثمان کو قتل کردیا گیا ہے۔

بیعت رضوان

۳۴۳-جب اللہ کے رسول ﷺ نے یہ ماجرا دیکھا تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بیعت کے لئے بلایا، اللہ کے رسول ﷺ اس وقت درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، یہ بیعت بیعت رضوان کے نام سے معروف ہوئی۔

۳۴۴-اس بیعت کا یہ نام اس لئے پڑا کیونکہ اللہ تعالی تمام صحابہ سے راضی ہوا تھا، جیساکہ فرمان باری تعالی ہے:﴿ لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾۔

۳۴۵-بیعت رضوان میں شامل ہونے والے لوگوں کی تعداد راجح روایات کے مطابق مہاجرین وانصار میں سے چودہ سو خیار صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل تھی۔

۳۴۶-ان میں سے بعض لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی تھی، اور بعض نے میدان جنگ سے نہ بھاگنے کی بیعت کی تھی، یہ اسلام میں واقع ہونے والی سب سے عظیم بیعت تھی۔

۳۴۷-بیعت رضوان کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ نص قرآنی کے مطابق اللہ تعالی اس میں شریک لوگوں سے راضی ہوگیا۔

۳۴۸-بیعت رضوان میں شریک لوگوں کی فضیلت میں کئی احادیث وارد ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ((درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا))۔ اسے امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۳۴۹- اور اللہ کے رسول نے فرمایا: ((اگر اللہ نے چاہا تو اصحاب شجرہ یعنی اسکے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا))۔ مسلم شریف

۳۵۰- ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: اے اللہ کے رسول حاطب کا تو جہنم میں جانا پکا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((تم نے جھوٹ کہا وہ جہنم میں نہیں جائے گا کیونکہ وہ بدر و حدیبیہ میں شریک تھا))۔ مسلم شریف

۳۵۱- اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ والے دن ہم سے کہا تھا: ((تم اہل زمین میں سب سے بہتر ہو))۔ متفق علیہ

۳۵۲- اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حضرت عثمان کی طرف سے بیعت کی، اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا؟ اور فرمایا: ((یہ عثمان کی بیعت ہے))۔ بخاری شریف

۳۵۳- اس طرح سے عثمان رضی اللہ عنہ کو اس عظیم بیعت کا شرف بھی حاصل ہو گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ ان کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا۔ اسے ترمذی نے حسن اسناد سے نقل کیا ہے۔

۳۵۴- جب قریش کو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کا علم ہوا تو وہ خوف زدہ ہوئے اور انہوں نے صلح کی خواہش ظاہر کی، لہٰذا انہوں نے سہیل بن عمرو کو اللہ کے رسول سے بات کرنے کے لئے بھیجا۔

صلح حدیبیہ کے بنود

۳۵۵- سہیل بن عمرو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور پھر درج ذیل امور پر اتفاق ہوا:

۱-مسلمان اس سال واپس چلے جائیں مکہ میں داخل نہ ہوں، اگلے سال صرف تین دن کے قیام کے لئے داخل ہوں گے۔

۲-جو قبائل بھی محمد -ﷺ- کے ساتھ حلف اور عہد کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں اور جو قریش کے ساتھ حلف و معاہدہ کرنا چاہے ان کو بھی اختیار ہے۔

۳-جو شخص محمد -ﷺ- کے پاس مسلمان ہو کر جائے اسے قریش کی جانب لوٹا دیا جائے اور جو قریش کے پاس مرتد ہو کر آئے اسے محمد -ﷺ- کے پاس نہیں لوٹایا جائے گا۔

یہ مسلمانوں کے حق میں سب سے کڑی شرط تھی۔

۴-دونوں جانب - مسلمان اور قریش - سے دس سال تک جنگ بندی ہوگی، جن میں لوگوں کو امن حاصل ہوگا اور کوئی کسی سے لڑے گا نہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کا احرام کھولنا

۳۵۶- صلح کے مکمل ہونے اور دونوں جانب کے اتفاق کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اپنے احرام کھول کر حلال ہونے اور اپنے ہدی کے جانوروں کو قربان کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا۔

۳۵۷- کسی نے بھی آپ کی بات پر عمل نہ کیا اور کوئی حلال نہ ہوا، کیونکہ وہ آپ کے حکم کے منسوخی اور عمرہ کی ادئیگی کے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔

۳۵۸-جب اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ساتھیوں کا یہ رویہ دیکھا تو آپ ام المومنین ام سلمہ رضي الله عنها کے پاس گئے اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بتایا کہ کس طرح انہوں نے آپ کی بات نہیں مانی۔

۳۵۹-ام سلمہ رضي الله عنها نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ان کے پاس جا کر اپنے حجام کو بلائیں کہ وہ آپ کا سر مونڈ دے، اللہ کے رسول ﷺ نے باہر جا کر خراش بن

امیہ رضی اللہ عنہ کو بلایا، انہوں نے آپ ﷺ کے سر مبارک کو مونڈا جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کا یہ عمل دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہی آخری فیصلہ ہے، لہذا تمام لوگ حلال ہو گئے۔

۳۶۰- پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہدی کے جانوروں کو قربان کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے جانور قربان کئے۔

یہی حدیبیہ کے مشہور عمرہ کا واقعہ ہے، جس میں قریش کے ساتھ صلح و مصالحت ہوئی۔

اللہ کے رسول ﷺ کی مدینہ واپسی اور سورہ فتح کا نزول

۳۶۱- پھر اللہ کے رسول ﷺ اپنے چودہ سو جنگجو ساتھیوں سمیت مدینہ واپس ہوئے، راستے ہی میں آپ ﷺ پر سورہ فتح نازل ہوئی۔

۳۶۲- اس سے نبی ﷺ بہت خوش ہوئے، اور فرمایا: ((مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے جو میرے نزدیک ساری دنیا سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے))۔ مسلم شریف

۳۶۳- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (١) لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا (٢)﴾۔

امام طحاوی لکھتے ہیں کہ: تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ اس آیت: ﴿ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ میں مذکورہ فتح سے صلح حدیبیہ ہی مراد ہے۔

حدیبیہ اسلام کی سب سے عظیم فتح

۳۶۴- صلح حدیبیہ اسلام میں سب سے عظیم فتح کیوں ہے؟

● آپ ﷺ کی بعثت سے ۶/ ہجری میں حدیبیہ کے واقعہ تک ۱۹ سالوں میں نبی ﷺ کے فوج کی تعداد صرف چودہ سولوگوں پر مشتمل تھی۔

۳۶۵-اور سنہ ۶/ ہجری میں واقع حدیبیہ سے آٹھ ہجری میں فتح مکہ تک دوسالہ مدت میں نبی ﷺ کے فوج کی تعداد فتح مکہ میں دس ہزار تک پہونچ چکی تھی، گویا انیس سالہ مدت میں دعوت کے نتیجے میں چودہ سو جنگجو حاصل ہوئے۔

۳۶۶-اور سوسالہ مدت میں صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک دس ہزار ہوگئے، آخر کیا تبدیلی آئی تھی؟

۳۶۸-بدلاؤ صرف یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کے بعد قریش کی طرف سے اسلام کو بدنام کرنے کی سازش تھم گئی، اور قریش کی جانب سے بلا کسی روک تھام کے داعیان دین کو ہر طرف دعوت کی خاطر نکلنے کا موقع ملا۔

۳۶۸- صلح حدیبیہ سے قبل قریش کی جانب سے اسلام جو بدنام کرنے کی سازش کے سبب لوگ اسلام قبول کرنے سے جھجھکتے تھے۔

۳۶۹- صلح حدیبیہ کے بعد داعیان دین کو امن وامان کے ساتھ لوگوں میں اس دین کی عظمت، آسانی اور رحمت کو بیان کرنے کا موقع ملا، جس سے لوگ اللہ کے دین میں جوق درجوق داخل ہوئے۔

۳۷۰- صلح حدیبیہ کے سبب قریش سے فرصت ملی اور اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے سخت ترین دشمن یہود خیبر سے نمٹنے کا موقع ملا جو کہ خندق والے دن احزاب کے جمع ہونے کی سب سے اہم وجہ تھے۔

۳۷۱-اللہ کے رسول ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کا کام تمام کر دیا، اگر صلح حدیبیہ نہ ہوتی تو قریش کے لوگ یہود خیبر کی اسلحہ اور مال کے ذریعہ تعاون کرتے۔

اللہ کے نبی ﷺ کے بادشاہوں اور گورنروں کے پاس خطوط

۳۷۲-جب اللہ کے رسول ﷺ صلح حدیبیہ کے بعد مطمئن ہوئے تو آپ کو جزیرہ عرب سے باہر دعوتی مشن کو بڑھانے کا موقع ملا۔

۳۷۳-اللہ کے رسول ﷺ نے عرب و عجم کے بادشاہوں کے پاس قاصد بھیجے اور ان کے پاس اسلام کی دعوت پر مشتمل خطوط لکھے۔

۳۷۴-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور تمام شان و شوکت والے بادشاہوں کے پاس انہیں اللہ کی طرف دعوت پر مشتمل خط لکھے۔ مسلم شریف

۳۷۵-اللہ کے رسول ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ کو نجاشی کے پاس خط دے کر بھیجا، تو وہ اسلام لے آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کی نبوت کا اقرار کر لیا۔

۳۷۶-اور اللہ کے رسول ﷺ نے دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کو خط دے کر روم کے بادشاہ قیصر کی جانب اسے اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا تو وہ خوف زدہ ہوا اور اسے اپنی بادشاہت کے جانے کا خدشہ لاحق ہوا اور وہ مسلمان نہ ہوا۔

۳۷۷-اللہ کے رسول ﷺ نے عبد اللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کو خط دے کر فارس کے بادشاہ کسریٰ کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا اس نے غصہ ہو کر نبی ﷺ کے خط کو پھاڑ دیا اور مسلمان نہ ہوا۔

۳۷۸-اللہ کے رسول ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو خط دے کر قبطیوں کے بادشاہ مقوقس کو اسلام کی طرف بلانے کی غرض سے روانہ کیا مگر وہ مسلمان نہ ہوا۔

۳۷۹-اللہ کے رسول ﷺ نے سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ کو یمامہ کے بادشاہ ہوذہ بن علی کے پاس خط دے کر بھیجا وہ بھی مسلمان نہ ہوا۔

۳۸۰-یہی وہ پانچ خطوط جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے قاصدوں کے ذریعہ جزیرہ عرب سے باہر بھیجے تھے، پھر ان کے علاوہ سنہ آٹھ ہجری میں آپ ﷺ نے دوسرے خطوط بھی بھیجے تھے۔

۳۸۱-اللہ کے رسول ﷺ نے یہ خطوط ماہ محرم سنہ ۷/ہجری میں روانہ کئے تھے، ان خطوط کا ان تمام بادشاہوں کے اندر کافی اثر ہوا تھا جن کے پاس انہیں بھیجا گیا تھا۔

غزوہ ذی قرد

۳۸۲-غزوہ ذی قرد غزوہ خیبر سے تین دن پہلے واقع ہوئی، اسے غزوہ غابہ بھی کہا جاتا ہے۔اس غزوہ کے ہیرو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ تھے۔

۳۸۳-اس غزوہ کی وجہ یہ تھی کہ عبدالرحمن بن حصہ اور اس کے ساتھیوں نے مدینہ کے نواحی علاقوں پر دھاوا بول کر نبی ﷺ کی بیس اونٹنیوں کو لے کر ایک مسلمان کو قتل کر کے فرار ہو گئے تھے۔

۳۸۴-حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنے قدموں پر پیدل دوڑتے ہوئے ان کا پیچھا کیا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تیر اور کمان بھی تھے جس سے ان پر حملہ کرتے ہوئے آپ نے اللہ کے رسول ﷺ کی کئی اونٹنیوں کو دشمنوں کے قبضے سے واپس بھی کر لیا۔

۳۸۵-اس بات کی خبر نبی ﷺ تک پہونچی تو آپ ﷺ نے مدینہ میں مدد کی آواز دی، جس کے بعد آپ کے پاس گھڑ سواروں کی بھیڑ امڈ آئی اور پھر اللہ کے رسول ﷺ ان کا پیچھا کرنے کے لئے نکل پڑے۔

۳۸۶-اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ میں سے پانچ سو لوگوں کی فوج کے ساتھ نکلے تھے اور راستے میں دیکھا کہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی تمام اونٹنیوں کو لے کر واپس آرہے تھے۔

۳۸۷-ابو قتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے گھڑ سوار نے عبدالرحمن بن عیینہ بن حصن کو دھر لیا اور اسے قتل کر دیا۔

۳۸۸-اسی وقت اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: ((ہمارے گھڑ سواروں میں سب سے بہتر ابو قتادہ ہیں اور ہمارے پیدل لوگوں میں سلمہ سب سے بہتر ہیں))۔ مسلم شریف

۳۸۹-غزوہ ذی قرد یا غابہ میں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز خوف پڑھائی تھی۔

۳۹۰-پھر اللہ کے رسول ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ مقام ذی قرد پر بیٹھ کر ہنسی مذاق پر مشتمل باتیں بھی کیں ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹنی ذبح کی پھر انہوں نے اس کے کلیجی اور کوہان میں سے کچھ حصے کو بھونا۔

۳۹۱-میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ﷺ نے اپنی ساری اونٹنیوں کو بھی اپنے قبضے میں کر کے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ پھر مدینہ کی طرف فتح کے ساتھ واپس ہوئے۔

غزوہ خیبر

۳۹۲-محرم سنہ سات ہجری میں خیبر کی مشہور جنگ پیش آئی خیبر میں صرف یہودی ہی آباد تھے، اور یہی مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے کا مرکز بھی تھا۔

۳۹۳-مدینہ پر ہجوم کے لئے احزاب کو جمع کرنے والے خیبر کے یہود ہی تھے، انہیں لوگوں نے غزوہ احزاب میں احزاب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا تھا، یعنی خیبر فتنوں کو ہوا دینے کا مرکز تھا۔

۳۹۴-اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن میں اپنے نبی سے خیبر کے فتح کا وعدہ فرمایا تھا، سورہ فتح میں اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وعدكم الله مغانم كثيرة تأخذونها﴾، اس آیت میں خوب سارے اموال غنیمت سے مراد خیبر ہے۔

۳۹۵- خیبر کی غنیمت صرف اہل حدیبیہ کیلئے خاص تھی اللہ کے رسول ﷺ نے حکم فرمایا تھا کہ آپ کے ساتھ صرف وہی لوگ نکلیں جو حدیبیہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے، جن کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔

۳۹۶-اللہ کے رسول ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ خیبر کے لئے روانہ ہو گئے، جب خیبر کے مقام پر پہونچے اور یہودیوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ان لوگوں نے خوف زدہ ہو کر اپنے قلعوں کے دروازے بند کر لئے اور چیخ ماری کہ: محمد اور ان کا لشکر (آگیا)۔

۳۹۷-جب اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے خوف وہراس کو دیکھا، آپ نے بآواز بلند پکارا: ((الله أكبر، خربت خيبر، إنا إذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين))۔

۳۹۸- خیبر کا محاصرہ شروع ہوا، اور کافی سخت محاصرہ کیا گیا، صحابہ کرام ﷺ کی دلیری کے کئی واقعات بھی رونما ہوئے اور صحابہ کرام ﷺ کے مسلسل حملوں نے ان کی اینٹ سے اینٹ بجانی شروع کر دی۔

۳۹۹- حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام نے خوب دلیری دکھائی۔

۴۰۰- علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے ہیرو مرحب کو قتل کیا، زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے بھائی یاسر کو قتل کیا، اور اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے آدھے سے زیادہ قلعہ فتح ہو گیا۔

۴۰۱-جب یہود کو ہلاک ہونے کا یقین ہو گیا تو انہوں ہتھیار ڈال دیئے اور خیبر کے باقی حصے پر نبی ﷺ سے مفاہمت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، تو نبی نے اس پر موافقت کر لی۔

۴۰۲-درج ذیل امور پر اتفاق واقع ہوا تھا:

۱- خیبر کے یہودیوں کے قلعوں میں موجود لوگوں کے خون کی حفاظت۔

۲-ان کے بچوں کی آزادی۔

۳- خیبر کے یہودیوں کی اپنے زمین سے ہجرت۔

۴- ہتھیار کے علاوہ جو چاہیں اپنے ساتھ لے جائیں۔

۴۰۳-جب یہود خیبر نے اپنی زمیں سے نکلنے کا ارادہ کیا، توانہوں نے نبی ﷺ سے انہیں خیبر میں بطور کرایہ دار اور مزدور کے رہنے دینے کا مطالبہ کیا، اور کہا کہ وہ سالانہ آدھے پھل کے بدلے کھیتی باڑی کا کام کرتے رہیں گے۔

۴۰۴- نبی ﷺ نے اس پر موافقت ظاہر کردی کیونکہ نب ﷺ اور صحابہ کے پاس یہ کام کرنے والے لوگ نہ تھے اور خیبر کی زمین بہت کشادہ کھجور بے شمار کے درختوں پر مشتمل تھی۔

۴۰۵-فتح خیبر کے بعد مسلمان مالدار اور بے نیاز ہوگئے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک خیبر فتح نہیں ہوا ہم آسودہ نہیں ہوئے تھے۔بخاری شریف

۴۰۶-امام بخاری نے عائشہ رضي الله عنها سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ: جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ: ہم اب کھجور سے آسودہ ہوں گے۔
کیونکہ وہاں کھجور کے درخت کثیر تعداد میں تھے۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کی آمد

۴۰۷- جب آپ ﷺ خیبر میں ہی تھے تبھی حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے صحابہ کرام نبی ﷺ کے پاس واپس آئے، ان میں سر فہرست جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ تھے، نبی ﷺ ان سب کی آمد پر بہت خوش ہوئے۔

۴۰۸-آپ ﷺ نے فرمایا تھا: مجھے نہیں پتہ کہ میں فتح خیبر اور آمد جعفر میں سے کس پر خوشی ظاہر کروں۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے اور شواہد کے ساتھ وہ حسن ہے۔

اشعریین کی واپسی

۴۰۹-اور خیبر ہی میں آپ کے پاس اشعری لوگ بھی آئے جن کی تعداد ۳۵ تھی انہیں میں ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

۴۱۰-اشعریوں کی آمد کے ایک دن قبل اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا تھا، تمہارے پاس کل ایسے لوگ آنے والے ہیں جن کے دل اسلام کے تئیں تم سے بھی نرم ہیں، پھر یہ اشعری صحابہ کی جماعت تشریف لائی۔اسے امام احمد نے صحیح اسناد کی ساتھ روایت کیا ہے۔

قبیلہ دوس کی آمد

۴۱۱-خیبر ہی میں نبی ﷺ کے پاس قبیلہ دوس کے لوگ بھی تشریف لائے، جن میں سر فہرست طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ اور راوی اسلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی صفیہ رضي الله عنها سے شادی

۴۱۲-صفیہ بنت حیی بن اخطب رضي الله عنها خیبر والوں کے صلح اور ہتھیار ڈالنے سے پہلے ہی قیدیوں میں سے ہو گئیں تھیں، اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئیں۔

۴۱۳-ان کے مسلمان ہونے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا، اور ان سے شادی کر لی، اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا، اور وہ امہات المومنین میں سے ہو گئیں۔

زہر آلود بکری کا قصہ

۴۱۴- جب اللہ کے رسول ﷺ خیبر کے فتح سے فارغ ہوئے، زینب بنت حارث یہودیہ زہر آلود بکری بھون کر آپ ﷺ کے پاس لائی۔

۴۱۵- اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ((اپنے ہاتھ اٹھالو یہ زہر آلود ہے، جب تک وہ اس میں سے کھا چکے تھے، اس زہر سے بشر بن براء بن معرور کی وفات ہوگئی))۔

۴۱۶- اللہ کے رسول ﷺ نے زینب بنت حارث سے کہا: ((اللہ تجھے مجھ پر غالب کرنے والا نہیں ہے))۔ اسے مسلم نے روایت کی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اسے بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے قتل کے جرم میں قتل کر دیا۔

۴۱۷- خیبر کے یہود خیبر میں آدھے پھل کے بدلے کھیتی باڑی کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انہیں ایک مسلمان کے قتل کا مرتکب پایا گیا۔

۴۱۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے قاتل کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا، مگر انہوں نے انکار کیا تب عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جزیرہ عرب سے نکال کر شام بھیج دیا، اور جزیرہ عرب کو ان سے پاک کر دیا۔

۴۱۹- اللہ کے رسول ﷺ فتح و کامیابی کے ساتھ مدینہ کے لئے واپس ہوئے، جب آپ ﷺ کی نظر جبل احد پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں)) ۔ متفق علیہ

غزوہ ذات الرقاع

۴۲۰- غزوہ ذات الرقاع غزوہ خیبر کے بعد واقع ہوئی اس کا یہ نام اس لئے پڑا کیوں کہ جوتے نہ ہونے کے سبب انہوں (صحابہ) نے اپنے قدموں پر کپڑوں کے ٹکڑے لپیٹ رکھے تھے۔

۴۲۱-اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ نبی ﷺ کو یہ خبر ملی کہ غطفان کے کچھ لوگ مدینہ پر چڑھائی کا منصوبہ بنا رہے ہیں، تو اللہ کے رسول ﷺ ان کی جانب اپنے صحابہ میں سے چار سو کے لشکر کے ساتھ نکل پڑے۔

۴۲۲-جب غطفـــــان کے لوگوں کو اللہ کے رسول ﷺ کے اپنی جانب چڑھائی کی بابت خبر ہوئی تو وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

اللہ کے رسول ﷺ ان کے جمع ہونے کی جگہ پہونچے تو وہاں کوئی نہ تھا۔

۴۲۳-اللہ کے رسول ﷺ نے غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف پڑھائی اور پھر اللہ کے رسول مدینہ واپس ہو گئے۔

عمرہ قضاء

۴۲۴-ذو القعدہ سنہ سات ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے جیسا کہ صلح حدیبیہ کے معاہدے میں لکھا گیا تھا، اور اب صلح حدیبیہ کو مکمل ایک سال گذر چکے تھے۔

۴۲۵-اسے عمرہ قضاء یا قضیہ اس لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے قریش سے صلح حدیبیہ میں اگلے سال عمرہ کی ادائیگی کا مطالبہ کیا تھا۔

۴۲۶-اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے ساتھ صلح حدیبیہ میں شریک چودہ سو صحابہ کرام نکلے سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے فوت ہو گئے تھے، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

۴۲۷-اللہ کے رسول ﷺ نے ساٹھ اونٹ لئے اور قریش کی غداری کے خوف سے اپنے ساتھ ہتھیار بھی لئے اور اہل مدینہ کے میقات ذوالحلیفہ کی طرف نکل پڑے۔

۴۲۸-اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور تلبیہ پکارتے ہوئے مکہ کے لئے چل پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تلبیہ پکار رہے تھے۔

۴۲۹-اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ پہونچے مسجد حرام میں -مکہ چھوڑنے کے سات سال بعد- باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عمرہ سے بہت زیادہ خوش تھے۔

۴۳۰-اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکن کو اپنی چھڑی سے چھوا اور اپنے کپڑے کو دائیں بغل کے اندر سے نکال کر بائیں کندھے کو ڈھک کر کعبہ کا سات چکر لگایا، اپنے طواف سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔

۴۳۱-پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ سعی کی جگہ گئے اور اپنے سواری پر سوار ہو کر صفا مروہ کے درمیان سعی کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہدی کے جانور منگا کر انہیں نحر کیا۔

۴۳۲-پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر مبارک کو حلق کیا، آپ کا حلق معمر بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ نے بنایا، آپ کے صحابہ نے بھی ایسا ہی کیا۔

۴۳۳-اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ میں تین دن تک رہے، جیسا کہ صلح حدیبیہ کے بنود میں شامل تھا، نبی کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوئے، کیونکہ اس کے اندر بت اور تصویریں رکھی ہوئی تھیں، جیسا کہ امام نووی نے لکھا ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ: یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ بیت میں داخل ہونے کی شرط صلح حدیبیہ والے دن نہ رکھی گئی ہو، لہذا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہونا چاہتے تو وہ لوگ منع کر سکتے تھے۔

۴۳۴-اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ سے تین دن قیام کے بعد نکل گئے، اور مقام سرف پہونچ کر پھر وہاں پر قیام کیا۔

رسول ﷺ کی میمونہ رضي الله عنھا سے شادی

۴۳۵-اللہ کے رسول ﷺ نے ام المومنین میمونہ بنت حارث رضي الله عنھا سے مقام سرف میں شادی کی، یہ آخری خاتون تھیں جن سے آپ نے نکاح کیا، ان کی وفات سنہ ۵۱ ہجری میں ہوئی۔

نبی ﷺ کی بیٹی زینب رضي الله عنھا کی وفات

۴۳۶-سنہ ۸/ ہجری کے ابتدائی دنوں میں زینب بنت نبی ﷺ کی وفات ہوئی، یہ نبی ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں، انہیں بقیع میں دفن کیا گیا۔

خالد عمرو اور عثمان رضی اللہ عنہم کا قبول اسلام

۴۳۷-صفر سنہ ۸/ ہجری میں مدینہ میں نبی ﷺ کے پاس درج ذیل لوگ:

۱-خالد بن ولید۔

۲-عمرو بن عاص۔

۳-عثمان بن طلحہ۔

مسلمان ہو کر تشریف لائے رضی اللہ عنہم۔

۴۳۸-نبی ﷺ ان کے قبول اسلام اور تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے اور آپ نے فرمایا: ((مکہ نے تمہارے پاس اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بھیج دیا ہے))۔

غزوہ موتہ

۴۳۹-جمادی الاولی سنہ ۸/ ہجری میں غزوہ موتہ نامی مسلمانوں اور غسان قبیلہ کے لوگوں کے مابین عظیم جنگ ہوئی، نبی ﷺ کے اس میں بہ نفس نفیس شریک نہ ہونے کے باوجود اسے

غزوہ نام دیا گیا ، کیونکہ اللہ نے مدینہ میں ہی نبی ﷺ کے لئے اس جنگ کے مناظر واضح کر دیئے تھے،اس کا سبب اللہ کے رسول ﷺ کے قاصد حارث بن عمیر کا قتل کیا جانا تھا۔

۴۴۰-اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں خط دے کر شام میں **شاہ بصری** کے پاس بھیجا تھا،راستے میں شرحبیل بن عمرو غسانی سے ملاقات ہوئی اوراس نے جب جانا کہ یہ مسلمان ہیں تو انہیں قتل کر دیا۔

۴۴۱- سفیروں اور قاصدوں کا قتل کرنا بہت ہی بڑے اورگھنونے جرائم میں سے ہے،ان کا راستہ روکنا اور انہیں قتل کرنے سے گریز کرنا ہی عادت اور عرف کا تقاضہ ہے۔

۴۴۲-اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو قبیلہ غسان سے جنگ کی تیاری کا حکم فرمایا، رسول اللہ ﷺ کے پاس تین ہزار جنگجو جمع ہو گئے،جو کہ بعثت کے بعد سے اب تک کہ سب سے بڑی فوج تھی۔

۴۴۳-اللہ کے رسول ﷺ نے اس فوج پر اپنے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا،اور فرمایا اگر وہ شہید کر دیئے جائیں تو جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں اگر وہ بھی تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے سفید رنگ کا جھنڈا باندھا،اور اسے زید بن حارثہ کے سپرد کر دیا۔

۴۴۴-اس غزوہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے،یہ ان کی اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں کی طرف سے پہلی جنگ تھی۔

۴۴۵- تین ہزار لوگوں پر مشتمل مسلمانوں کا لشکر مقام معان پہونچا تو انہیں قبیلہ غسان کے فوج کی خبر معلوم ہوئی کہ ان کی تعداد رومیوں کے تعاون کے بعد دو لاکھ پہونچ چکی ہے۔

۴۴۶- مسلمانوں نے اس قدر چونکا دینے والی بڑی فوج سے مڈبھیڑ کی تیاری بھی نہ کی تھی، مگر پھر بھی وہ دشمن کی کثرت سے خوف زدہ نہ ہوئے۔

۴۴۷-زید رضی اللہ عنہ نے اپنی لشکر کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا، میمنہ پر قرطبہ بن قتادہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور میسرہ پر عبایہ بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو۔

۴۴۸-دونوں فوجیں نکل کر موتہ نامی جگہ پر پہونچیں دونوں آمنے سامنے ہوئیں، تین ہزار جنگجوؤں کا سامنا دو لاکھ کی فوج سے ہونا تھا۔

۴۴۹-بہت سخت جنگ شروع ہوئی، اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظیم جان بازی ظاہر ہوئی، جس نے دشمنوں کو حیران کر دیا۔

۴۵۰-زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے کر مسلمان کے ساتھ کفار کے خلاف نہایت ہی دلیری اور خوب بہادری کے ساتھ جنگ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ زید رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔

۴۵۱-زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لیا، اور اس قدر عظیم قتال کیا کہ اس کی کوئی مثال نہیں بیان کی جاسکتی یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔

۴۵۲-جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عبداللہ رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھڈا سنبھالا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھے، انہوں نے بھی لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کر لیا۔

۴۵۳-اللہ تعالی نے اس معرکہ کے احوال مدینہ میں اپنے نبی ﷺ کو دکھا دیا، جب مؤتہ کے لئے مقرر کردہ سارے امراء شہید ہو گئے، تب اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((ما یسرھم أنھم عندنا)) ترجمہ: انہیں ہمارے پاس رہنے سے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ بخاری شریف

۴۵۴-اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا ان نعمتوں کے سبب کہا جس میں شہادت کے بعد وہ داخل کئے گئے، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

۴۵۵-عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا گر گیا، اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے بعد اسے تھامنے کے لئے کسی کو مکلف بھی نہیں کیا تھا، مگر ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جھنڈا اٹھالیا۔

۴۵۶-مسلمان ان کے ارد گرد جمع ہو گئے،ان میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے،ثابت نے جھنڈا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور انہوں نے اسے تھام لیا۔

۴۵۷-خالد رضی اللہ عنہ کے جھنڈا اٹھانے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے مدینہ میں اپنے صحابہ سے فرمایا:((اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار نے جھنڈا تھام لیا))۔بخاری شریف

۴۵۸-خالد رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو مرتب کیا، اور دشمنوں کے اس طوفان کے سامنے اڑ گئے،اور کافروں پر چڑھائی شروع کردی۔

۴۵۹-پھر وہ بلا نقصان اور خسارے کے مسلمانوں کی فوج کو لے کر مدینہ کی جانب واپس ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

ایک ضعیف حدیث

۴۶۰-ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مؤتہ کی فوج کے بارے میں معرکہ سے واپسی کے وقت کہا تھا:((وہ فرار ہونے والے نہیں ہیں وہ یکے بعد دیگرے وار کرنے والے ہیں)) ۔

اس کی تخریج ابن اسحاق نے السیرہ میں ضعیف اسناد کے ساتھ کی ہے،حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ مرسل ہے اور اس میں غرابت بھی پائی جاتی ہے۔

۴۶۱-اللہ کے رسول ﷺ مؤتہ میں جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے اہل خانہ کا خیال رکھتے تھے، آپ ﷺ اپنے گھر والوں سے فرمایا تھا:((جعفر کے اہل خانہ کیلئے کھانا تیار کرو انہیں مشغول کردینے والا معاملہ درپیش ہے))۔اسے ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

سریہ ذات سلاسل

۴۶۲-جمادی الآخرہ سنہ آٹھ ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ((میں تمہیں ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجنا چاہتا ہوں اللہ تمہاری حفاظت فرمائیں گے اور مال غنیمت بھی عطا کریں گے))۔

۴۶۳-عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے مال کی لالچ میں اسلام قبول نہیں کیا ہے، میں نے تو جہاد اور آپ ﷺ کے ساتھ رہنے کی خواہش سے اسلام قبول کیا ہے۔

۴۶۴-اللہ کے رسول نے فرمایا: ((اے عمرو اچھا مال اچھے آدمی کے لئے کیا ہی خوب ہے))، پھر اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں ذات سلاسل نامی سریہ میں تین سو جنگجوؤں کے ساتھ روانہ فرمایا۔

۴۶۵-عمرو رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے، ان کا نشانہ قبیلہ قضاعہ کا لشکر تھا، جو کہ مدینہ پر چڑھائی کے لئے جمع ہوئے تھے، عمرو رضی اللہ عنہ نے اچانک ان پر دھاوا بول دیا اور انہیں خوب نقصان پہونچایا۔

۴۶۶-وہ فتح و نصرت کے ساتھ مدینہ کی جانب واپس ہوئے، سریہ ذات سلاسل میں نہ ہی مسلمانوں میں سے کوئی زخمی ہوا، نہ ہی کسی کو قتل کیا گیا، ان کی اس فتح اور واپسی پر نبی ﷺ بہت خوش ہوئے۔

سریہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ

۴۶۷-شعبان سنہ ۸/ہجری میں اللہ کے رسول نے ابو قتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ میں بھیجا جس کا ہدف قبیلہ غطفان کی ایک جماعت تھی جو مدینہ پر دھاوا بولنا چاہتی تھی۔

۴۶۸-ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے قبیلہ غطفان کی جماعت پر دھاوا بول دیا، ان میں سے کچھ کو قتل کیا کچھ کو قید کیا اور کچھ بھاگ کھڑے ہوئے۔

غزوہ فتح مکہ

۴۶۹-۱۰ رمضان سنہ آٹھ ہجری میں فتح اعظم یعنی فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا، وہ دن بہت ہی عظیم تھا، اللہ نے اس کے ذریعہ اپنے دین اور اپنے رسول ﷺ کو قوت بخشی۔

۴۷۰-اس عظیم فتح کا سبب بنی بکر اور قریش کا قبیلہ خزاعہ سے غداری کرنا تھا، جو کہ حدیبیہ والے دن نبی ﷺ کے حلف میں داخل ہوئے تھے، انہوں نے ان کے ۲۰ لوگوں کو قتل کر دیا تھا۔

۴۷۱-عمرو بن سالم خزاری مدینہ میں نبی ﷺ کے پاس پہونچے اور آپ ﷺ سے مسجد میں انہوں نے غداری کی پوری خبر بیان کی۔

۴۷۲-اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((اے عمرو بن سالم تمہاری مدد ضرور کی جائے گی))، پھر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس قبیلہ خزاعہ کا ایک وفد بھی آیا اس نے بھی اللہ کے رسول ﷺ کو مکمل خبر سنائی۔

۴۷۳-اس غداری سے قریش خوف زدہ ہوئے، انہوں نے ابوسفیان کو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ صلح کی تجدید کے لئے بھیجا، مگر نبی ﷺ نے اس کی کوئی بات نہ سنی اور وہ بے مراد مکہ کی طرف لوٹ گیا۔

۴۷۴-اللہ کے رسول ﷺ نے فتح عظیم کی تیاری کی اور اللہ سے دعاء کی کہ قریش کو اس بابت کوئی خبر نہ ہو، آپ نے دعاء کی کہ: ((اللهم خذ العيون و الأخبار عن قريش))، ترجمہ: اے اللہ قریش کے جاسوسوں کو دھر لے اور ان تک ہماری کوئی خبر نہ پہونچ سکے۔

۴۷۵-اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کو نکلنے کا حکم فرمایااور ہر مسلمان قبیلہ کی جانب قاصد بھیج کرانہیں اپنے ساتھ نکلنے کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا۔

۴۷۶-اللہ کے نبی ﷺ کے پاس دس ہزار لوگ جمع ہو گئے، جو بعثت کے بعد سے اب تک کی سب سے بڑی فوج تھی، آپ ﷺ مدینہ سے دس رمضان سنہ آٹھ ہجری کو نکلے تھے۔

۴۷۷-مکہ کی طرف راستے میں ہی آپ ﷺ کی ملاقات چچا زاد بھائی ابوسفیان بن حارث اور پھوپھی زاد بھائی ابوامیہ بن مغیرہ سے سے ہوئی، جو مسلمان ہو چکے تھے۔

۴۷۸-اللہ کے رسول ﷺ مکہ کے لئے رواں دواں رہے، آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے روزہ رکھا ہوا تھا، اللہ کے رسول ﷺ سخت پیاس کے سبب اپنے سر اور چہرے پر پانی انڈیل رہے تھے۔

۴۷۹-جب اللہ کے رسول ﷺ عسفان اور قدید کے درمیان واقع کدید نامی چشمے پر پہونچے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ((تم اب اپنے دشمن سے قریب آچکے ہو، اور افطار کرنا تمہارے لئے زیادہ قوت کا باعث ہے))۔ مسلم شریف

۴۸۰۔اللہ کے رسول ﷺ نے افطار کیا اور تمام لوگوں نے بھی افطار کرلیا، یہ ایک رخصت تھی پھر اللہ کے رسول ﷺ نے ایک برتن منگائی اور دن میں ہی نوش کیا تاکہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھ سکیں۔

□□□

عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی ہجرت

۴۸۱-جب اللہ کے رسول ﷺ جحفہ پہونچے تو آپ کی ملاقات اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ کی جانب آرہے اپنے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے ہوئی، ان کی آمد سے نبی ﷺ بہت خوش ہوئے۔

۴۸۲-عباس رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کے لشکر کی آمد سے متعلق خبر نہ تھی، وہ مدینہ کی جانب سب سے آخری ہجرت کرنے والے صحابی تھے، کیونکہ اس کے بعد مکہ فتح ہو گیا اور مکہ سے ہجرت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

۴۸۳-اللہ کے رسول نے فرمایا: ((فتح کے بعد ہجرت نہیں))۔ متفق علیہ

اس حدیث میں ہجرت سے خاص مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت مراد ہے۔

ایک ضعیف حدیث

۴۸۴-یہ حدیث: ((اے میرے چچا مطمئن رہو بے شک آپ ہجرت کے سلسلے میں آخری مہاجر ہو جیسے میں نبوت کے سلسلہ کا آخری نبی ہوں)) ۔ اسے امام احمد نے فضائل میں بہت ہی ضعیف سند سے روایت کیا ہے۔

۴۸۵-اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ کی طرف اپنے سفر کو مکمل کیا، جب آپ عشاء کے وقت مقام ظہران پہونچے، اپنے صحابہ کو آگ جلانے کا حکم فرمایا لہذا انہوں نے آگ روشن کی۔

۴۸۶-اللہ نے قریش کے جاسوسوں کو روک رکھا تھا، اس لئے ان کو نبی کی کوئی بھی خبر نہ مل سکی، اور انہیں یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ اس غداری پر نبی ﷺ کیا اقدام کرنے والے ہیں۔

۴۸۷-پس ابو سفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء - یہ سب فتح کے بعد مسلمان ہو گئے تھے - خبر دریافت کرنے کی غرض سے نکلے۔

۴۸۸-وہ مکہ سے نکل کر مر الظہران تک پہونچے تو انہوں نے خوب زیادہ آگ دیکھی-دس ہزار جنگجو-دیکھ کر بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے۔

۴۸۹-اسی وقت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کسی ایسے شخص کو تلاش کر رہے تھے جو جاکر قریش کو نبی ﷺ کی بابت بتائے تاکہ وہ ہار مان لیں اور جنگ نہ کریں۔

۴۹۰-عباس نے مکہ کے سردار ابو سفیان اور ان کے ساتھ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کو دیکھا اور انہوں نے ابو سفیان کو ہتھیار ڈالنے اور لڑائی نہ کرنے پر راضی کر لیا۔

اہل مکہ کا ہتھیار ڈالنا

۴۹۱-جب ابو سفیان نے نبی ﷺ کے لشکر کی تعداد دس ہزار دیکھی تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے پاس نبی ﷺ سے جنگ کی طاقت نہیں تو انہوں نے ہتھیار ڈالنے پر رضامندی ظاہر کی۔

۴۸۲-عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ابو سفیان کو نبی ﷺ کے پاس لائے تاکہ وہ شہر مکہ کو نبی کے سپرد کر دیں، جب ابو سفیان نبی ﷺ کے پاس آئے تو نبی ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت پیش کی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

۴۹۳-پھر اللہ کے رسول نے ابو سفیان سے کہا: جو ابو سفیان کی گھر میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے، جو مسجد میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے، اور جو اپنے آپ کو اپنے گھر میں بند کر لے اس کو بھی امان ہے اسے ابو داود نے روایت کیا ہے اس کی سند صحیح ہے۔

۴۹۴-پھر ابو سفیان رضی اللہ عنہ واپس ہوئے اور مکہ والوں سے میٹنگ کی، اور انہیں نبی ﷺ کے بارے میں بتایا، اور کہا کہ: آپ ﷺ سے لڑنے کی کسی کی ہمت نہ ہو گی، اور جو کوئی بھی اپنے گھر سے نکلے گا اس کا بچنا ممکن نہیں۔

۴۸۵- نبی نے اپنی فوج کو مکہ میں داخلہ کے لئے چلنے کا حکم دیا، اور اپنے ساتھیوں سے کہا: تم صرف انہیں لوگوں سے لڑنا جو تم سے لڑے اور آپ ﷺ نے انہیں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

اللہ کے رسول ﷺ کا مکہ میں داخلہ اور فتح مکہ

۴۹۶- پھر نبی ﷺ مکہ میں اس کے اوپری حصے یعنی کداء کی طرف سے اپنی بٹالین (زرہیں پہنی اور ہتھیار سے لیس) فوج کے ساتھ جمعہ کے دن ۱۹ رمضان سنہ ۸ ہجری کو داخل ہوئے اور وہ بہت عظیم دن تھا۔

۴۹۷- اللہ کے رسول ﷺ مکہ میں داخل ہوتے وقت اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے، اور فتح کے ذریعہ آپ ﷺ کو عزت دینے والے رب تعالی کی ذات کے لئے آپ ﷺ پر تواضع اور خاکساری ظاہر تھی۔

۴۹۸- اللہ کے رسول ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار سورہ فتح کی باآواز بلند تلاوت فرمارہے تھے، اور مکہ کے لوگ اپنے گھروں سے اس عظیم منظر کا مشاہدہ کررہے تھے۔

۴۹۹- نبی ﷺ کے لئے مقام خیف میں آپ ﷺ کے حکم پر خیمہ نصب کیا گیا، پھر آپ ﷺ وہاں پر اترے، ام ہانی وہیں پر تشریف لائیں اور آپ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی آپ کا خیر مقدم ہے۔

۵۰۰- ام ہانی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول میں نے اپنے فلاں اور فلاں قرابت داروں کو پناہ دے رکھی ہے، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((اے ام ہانی جن کو آپ نے پناہ دی ہے ہم نے بھی انہیں پناہ دے دی))۔ متفق علیہ

۵۰۱- پھر اللہ کے رسول ﷺ اٹھے یہاں تک کہ مسجد حرام پہونچ گئے، مہاجرین وانصار آپ ﷺ کے آگے پیچھے دائیں بائیں موجود تہلیل و تکبیر کے صدائیں بلند کررہے تھے۔

۵۰۲-اللہ کے رسول ﷺ حجر اسود کی جانب متوجہ ہوئے اور اسے اپنے ہاتھ میں موجود اپنی چھڑی سے چھوا پھر بیت اللہ کا سات چکر طواف کیا، اس وقت بیت اللہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔

۵۰۳-اللہ کے رسول ﷺ جب بھی کسی بت سے قریب ہوتے اسے اپنی چھڑی سے ڈھکیلتے اور فرماتے: ﴿وقل جاء الحق و زهق الباطل إن الباطل كان زهوقا﴾، ﴿قل جاء الحق و مايبدي الباطل و ما يعيد﴾ آپ ﷺ اپنی چھڑی سے جس بھی بت کے چہرے کی جانب اشارہ کرتے وہ سر کے بل دھڑام ہو جاتا، اور جب کوئی بت گرتا صحابہ رضی اللہ عنہم اسے توڑ دیتے، اسی طرح خانہ کعبہ کے گرد موجود سارے تین سو ساٹھ بت توڑ دیئے گئے۔

۵۰۴-پھر اللہ کے رسول ﷺ نے کعبہ کے نگہبان عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا-خانہ کعبہ کی چابھی انہیں کے پاس تھی-۔

۵۰۵-اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں اپنے لئے خانہ کعبہ کو کھولنے کا حکم فرمایا، اللہ کے رسول ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کے اندر موجود تمام تصویریں نکال دیں، چنانچہ انہوں ایساہی کیا۔

۵۰۶-پھر اللہ کے رسول ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنے ساتھ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بھی داخل کیا، اور دروازہ بند کر لیا اور اندر آپ تین لوگ کافی دیر تک موجود رہے۔

۵۰۷-اللہ کے رسول ﷺ نے ایک کھمبا اپنے دائیں کیا اور دو اپنے بائیں اور تین اپنے پیچھے اس وقت خانہ کعبہ میں چھ ستون تھے، پھر آپ ﷺ نے اندر دو رکعت نماز ادا کی۔

۵۰۸-پھر اللہ کے رسول ﷺ کعبہ مشرفہ سے باہر آئے، اس وقت اہل مکہ باہر آپ ﷺ کے انتظار میں جمع ہو چکے تھے، آپ ﷺ نے ان میں بہت عظیم خطبہ ارشاد فرمایا، جس

میں آپ ﷺ نے اللہ کی حمد اور تعریف بیان کی اور پھر کہا: ((اے قریش کے لوگو! تمہارے خیال میں میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں))؟!۔

انہوں نے کہا: بھلائی ہی کی امید ہے، آپ ہمارے کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے بھی ہیں۔

۶۰۹-آپ ﷺ نے فرمایا: ((میں تمہیں وہی کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا: لا تثريب عليكم اليوم اذهبوا فأنتم الطلقاء))۔

۵۱۰-پھر اللہ کے رسول ﷺ مسجد میں بیٹھ گئے خانہ کعبہ کی چابھی آپ ﷺ ہی کے ہاتھ میں تھی، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ سقایہ کے ساتھ حجابہ کی ذمہ داری بھی آپ ہمیں ہی دے دیجئے۔

۵۱۱-آپ ﷺ نے فرمایا: ((عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں))؟

انہیں بلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اے طلحہ کی ذریت تم اسے نسل در نسل ہمیشہ کے لئے لے لو اسے تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہیں چھینے گا))۔

۵۱۲-جب اللہ کے رسول ﷺ کو مکمل کنڑول حاصل ہو گیا، تو اہل مکہ آپ سے بیعت کے لئے آئے، ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد قحافہ رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے وہ بھی آپ ﷺ کے سامنے مسلمان ہو گئے۔

۵۱۳-پھر اللہ کے رسول ﷺ نے قریش کی خواتین سے بیعت کی اور اللہ کے رسول ﷺ نے کئی فتوی ارشاد فرمائے انہیں میں سے:

شراب، مردار، خنزیر اور بت کے فروخت کی حرمت کا فتوی بھی تھا۔

۵۱۴-عرب کے لوگوں میں فتح مکہ کا بڑا اثر ہوا، کیونکہ انہیں مسلمانوں اور قریش کے مابین معرکہ کے نتیجہ کا ہی انتظار تھا، جب اللہ کے رسول ﷺ نے قریش پر غلبہ حاصل کیا اور مکہ فتح ہوا تو لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو گئے۔

۵۱۵-اللہ کے نبی ﷺ مکہ میں فتح کے بعد ۱۹/دن تک ٹھہرے رہے، پھر سنہ ۸/ہجری، ۶/شوال ہفتے کے دن حنـــــین کی طرف نکل پڑے، جو کہ طائف کے قریب ایک وادی ہے۔

۵۱۶-حنـــــین کی جانب آپ ﷺ کے توجہ کی وجہ یہ تھی کہ مکہ میں رہتے ہوئے آپ ﷺ کو یہ خبر ملی تھی کہ اہل طائف میں سے قبیلہ ہوازن کے لوگ آپ ﷺ سے قتال کے لئے بہت بڑی فوج تیار کر رہے ہیں، لہذا ان کے آنے سے پہلے آپ ﷺ ہی وہاں پہونچ گئے۔

۵۱۷-ہوازن کے پاس بیس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل فوج تیار ہوگئی، وہ اپنے بچوں اور عورتوں اور اونٹ، بکریوں اور دیگر اموال کے ساتھ نکلے تھے ان کے قائد مالک بن عوف تھے جو کہ اب تک حالت شرک پر ہی تھے۔

۵۱۸-نبی ﷺ مکہ سے بارہ ہزار کی فوج لے کر روانہ ہوئے تھے دس ہزار مدینہ سے آپ ﷺ کے ساتھ آئے ہوئے لوگ تھے اور دو ہزار اہل مکہ میں سے ہی آزاد کئے گئے لوگ تھے۔

۵۱۹-نبی ﷺ نے مکہ سے نکلنے کے بعد مکہ پر عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا تھا، وہ اسلام میں مکہ کے پہلے گورنر تھے۔

۵۲۰-حنین جاتے ہوئے راستے میں آپ ﷺ کا گذر ایک بڑے درخت سے ہوا جسے ذات انواط کہا جاتا تھا، عرب کے لوگ اس کو مسح کیا کرتے تھے اور اس سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے اور اس کی عبادت بھی کرتے تھے۔

۵۲۱-اہل مکہ میں سے آزاد کردہ لوگوں نے (جن کے ایمان میں کمزوری تھی) کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے لئے بھی اسی طرح ذات انواط بنا دیں جیسے ان کے لئے ہے۔

۵۲۲-اللہ کے رسول ﷺ غصہ ہوئے اور فرمایا: ((اللہ اکبر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم نے ہو بہو وہی بات کہی ہے جو قوم موسی علیہ السلام نے موسی علیہ السلام سے کہا

تھا کہ: ان کی ہی طرح آپ ہمارے لئے بھی معبود بنادیں))۔اسے امام احمد نے صحیح سند سے نقل کیا ہے۔

۵۲۳-نبی وادی حنین پہونچے، سحر کے وقت اللہ کے رسول ﷺ نے فوج تیار کی جھنڈے وغیرہ باندھے اور فوج کو بہترین صفوں میں ترتیب دیا۔

۵۲۴-نبی ﷺ نے گھڑسواروں پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کمانڈر بنایا اور اپنے صحابہ کو خوشخبری دی کہ اگر وہ صبر کریں گے اور ثابت قدم رہیں گے تو جیت اور کامیابی انہیں کی ہوگی۔

۵۲۵-آزاد کردہ مسلمانوں میں سے بعض اپنی کثرت پر خود پسندی آگئی اور انہوں نے کہا کہ: اللہ کی قسم ہم آج مغلوب نہ ہوں گے گویا انہوں نے اپنی تعداد پر بھروسہ کیا۔

۵۲۶-مسلمان وادی حنین میں داخل ہونے لگے جو کہ سخت ڈھلوان والی تھی اور انہیں وادی کے نیچے چھپے ہوازن کے لشکر سے متعلق کوئی خبر نہ تھی۔

۵۲۷-جب وادی میں اترے تو ہوازن کی ٹکڑیوں نے ان پر بیک وقت حملہ کردیا سب سے پہلے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا یہاں تک کہ وہ گر پڑے۔

۵۲۸-بنی سلیم کے لوگ بھاگ کھڑے ہوئی ان کے پیچھے اہل مکہ میں سے آزاد لوگ بھی ان کے پیچھے ہو لئے اور مسلمانوں میں ہر طرف سے بھگدڑ مچ گئی۔

۵۲۹-براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانوں کا مقابلہ ایسے تیر انداز لوگوں سے ہوا جن کا ایک بھی وار اپنا نشانہ نہ چوکے، انہوں نے ان پر زوردار حملہ کیا۔

۵۳۰-نبی ﷺ دائیں جانب ہوگئے اور آپ ﷺ کے ساتھ مہاجرین وانصار اور اہل بیت میں سے کچھ لوگ ثابت قدم رہے۔انہیں میں ابوبکر وعمر اور علی رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

۵۳۱-اللہ کے رسول ﷺ نے بھاگے ہوئے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی: ((اے اللہ کے بندوں میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول ہوں میں محمد ہوں))اسے امام احمد نے حسن اسناد سے نقل کیا ہے۔

۵۳۲-ان میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کی جانب متوجہ نہ ہوا، پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے کھچر پر سوار ہو کر مشرکین کی جانب بڑھنا شروع کیا اور کہنے لگے: ((میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں))۔ متفق علیہ

۵۳۳-عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے کھچر کا لگام تھامے ہوئے تھے، اور آپ ﷺ کے چچازاد بھائی ابو سفیان بن حارث اس کے کجاوے کو تھامے ہوئے تھے، اور اسے دشمن کی طرف دوڑنے پر اکسار ہے تھے۔

۵۳۴-پھر اللہ کے رسول ﷺ اپنے کھچر سے اترے اور اللہ سے مدد طلب کی اور یہ کہتے ہوئے دعاء کی: ((اے اللہ تو اپنی مدد نازل فرما، سوائے اس کے کہ اگر تو یہ چاہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے))۔ اسے مسلم اور احمد نے روایت کیا ہے۔

۵۳۵-پھر اللہ کے رسول ﷺ نے قتال شروع کر دی آپ ﷺ کے ساتھ موجود صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی لڑائی شروع کی وہ آپ ﷺ کی شجاعت اور اس طرح کے نازک وقت میں عظیم ثابت قدمی کے سبب آپ ﷺ کے ذریعہ اپنا بچاؤ کرتے تھے۔

۵۳۶-علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کہ جب لڑائی سخت پکڑ لیتی اور گھماسان شروع ہو جاتی تو ہم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنا ڈھال بنا لیتے تھے۔

۵۳۷-اللہ کے رسول ﷺ نے پھر اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا- جو کہ اونچی آواز والے تھے-: ((اے عباس تم اصحاب سمرہ یعنی درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو آواز دو))۔

۵۳۸-عباس رضی اللہ عنہ نے درخت کے نیچے بیعت رضوان میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم کو آواز دی جب مسلمانوں نے ان کی آواز سنی وہ سب پلٹ پڑے۔

۵۳۹-وہ سب لبیک لبیک کی صدا لگا کر واپس آنے لگے، یہاں تک کہ آدمی اپنے اونٹ کو موڑتا، مگر جب وہ اس پر قدرت نہیں پاتا تو وہ اسے راستے میں چھوڑ کر عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچنا چاہتا۔

۵۴۰-عباس کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میری آواز سننے کے بعد وہ اسی طرح دیوانہ وار بھاگے چلے آرہے تھے جس طرح گائے اپنے بچے کی محبت میں بھاگی چلی آتی ہے، یہ بیعت رضوان پر وفاداری کا نتیجہ تھا۔

۵۴۱-پھر لوگوں کے درمیان خوب سخت ترین لڑائی ہوئی اور نبی ﷺ اپنے کھچر پر کھڑے ہوئے پھر کہا: ((الآن حمي الوطيس))، ترجمہ: ((اب جاکر اصل لڑائی ہوئی ہے))۔ مسلم شریف

۵۴۲-پھر نبی ﷺ نے کنکریاں اٹھا کر کفار کے چہرے پر دے مارا اور فرمایا: ((چہرے بگڑ گئے))، پھر ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس کے منہ اور آنکھ میں مٹی نہ بھر گئی ہو۔ مسلم شریف

۵۴۳-پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((رب کعبہ کی قسم وہ ہار گئے، رب کعبہ کی قسم وہ ہار گئے))۔ مسلم شریف

پھر اللہ نے فرشتے نازل کر کے اپنے رسول ﷺ اور مومنوں کی مدد فرمائی۔

۵۴۴-اللہ کا فرمان ہے: ﴿ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ (٢٥) ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴾۔

۵۴۵-غزوہ حنین میں فرشتوں نے قتال نہیں کیا تھا، وہ بس کفار کو ڈرانے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لئے آئے تھے۔

۵۴۶-فرشتوں نے غزوہ بدر کبری کے علاوہ کسی بھی غزوہ میں قتال نہیں کیا۔

۵۴۷-جب فرشتے نازل ہوئے تو کفار ہر طرف بھاگنے لگے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا: تو انہیں اپنی سواری کے پاس اس حال میں زخمی پایا گیا کہ وہ حرکت تک نہیں کر سکتے تھے۔

۵۴۸- نبی ﷺ ان کے پاس آئے اور ان کے زخموں پر پھونک کر اپنی بابرکت ہاتھوں سے پوچھنے لگے، یہاں تک کہ خالد رضی اللہ عنہ مکمل شفایاب ہوگئے، جوکہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔

۵۴۹- مسلمان کافروں کے پیچھے نکل پڑے اب وہ انہیں قتل کر رہے تھے اور قید بھی کر رہے تھے یہاں تک کہ کفار میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے، انہوں نے اپنی عورتوں بچوں اور مویشیوں کو بھی وہیں چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی۔

۵۵۰- کفار کے سارے مال و متاع مسلمانوں کو بطور مال غنیمت حاصل ہوئیں، مال غنیمت بہت کافی اور عظیم تھے: عوتوں اور بچوں کے علاوہ ۲۴ ہزار اونٹ، ۴۹ ہزار بکریاں، ۴ ہزار اوقیہ چاندی بھی تھے نبی ﷺ نے ان تمام اموال غنیمت کو مقام جعرانہ پر اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا، لہذا وہ وہاں پر جمع کئے گئے اور اس پر پہرہ مقرر کردیا گیا۔

۵۵۱- نبی ﷺ نے اموال غنیمت تقسیم نہ کر کے طائف کا رخ کر کے وہاں قلعہ بند ہونے والے کفار کا پیچھا کرنے کا حکم فرمایا۔

غزوہ طائف

۵۵۲- غزوہ طائف بھی غزوہ حنین ہی کا حصہ ہے، وہ اسلئے کہ ہوازن کی بیشتر ٹکڑیاں حنین سے بھاگ کر طائف میں قلعہ بند اور پناہ گزیں ہوگئیں تھیں۔

۵۵۳- نبی ﷺ طائف پہونچے اور اس کا محاصرہ کر لیا، اور یہ محاصرہ کافی سخت رہا مگر ان کے قلعوں کی مضبوطی کے باعث کوئی فائدہ نہ حاصل ہوا۔

۵۵۴- پھر اللہ کے رسول ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ابھی آپ ﷺ کو طائف کی فتح کا حکم نہیں دیا گیا ہے، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنا خواب بیان کیا۔

۵۵۵-اللہ کے رسول ﷺ کے منادی نے وہاں سے کوچ کرنے اور طائف کو چھوڑنے کی نداء لگائی، مسلمانوں نے کہا: آپ ﷺ ان پر بد دعاء کیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اے اللہ تو ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں ہمارے پاس لے آ))۔ متفق علیہ

۵۵۶-اللہ کے رسول ﷺ نے طائف سے جعرانہ کا رخ کیا، راستے میں آپ ﷺ کی ملاقات سراقہ بن مالک سے ہوئی، انہوں نے آپ کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔

غزوہ حنین کے اموال غنیمت کی تقسیم

۵۵۷-نبی ﷺ جعرانہ پہونچے اور حنین کی غنیمت کی تقسیم شروع کی آپ ﷺ نے عرب کے سرداروں جیسے ابوسفیان، عیینہ بن حصہ کو سو سو اونٹ دیئے۔

۵۵۸-اللہ کے رسول ﷺ نے عرب کے سرداروں کو اس طرح خوب عطیہ جات تالیف قلب اور ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کرنے کے لئے دیئے، کیونکہ اب تک ان کے ایمان میں لچک پائی جاتی تھی۔

۵۵۹-نبی ﷺ نے انصار کے علاوہ سب کو دیا انصار کو مال غنیمت میں سے کچھ بھی نہ دیا گویا نبی ﷺ نے عرب کو انصار پر عطاء کے سلسلے میں فوقیت دی۔

غنیمت کی تقسیم پر انصار کا موقف

۵۶۰-انصار آپس میں شکوے کرنے لگے، لہذا انصار کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کے پاس گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ انصار آپ سے ناخوش ہیں۔

۵۶۱-اللہ کے رسول ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((اے سعد تم انصار ایک جگہ جمع کرو))، سعد رضی اللہ عنہ گئے، اور انصار کو جمع کیا، پھر نبی ﷺ کو ان کے جمع ہونے کی خبر دی، لہذا آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔

۵٦۲-آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ((اے انصار کے لوگوں تمہاری طرف سے مجھے کیا بات پہونچی ہے کہ تم ناخوش ہو، کیا میں جب تمہارے پاس آیا تم گمراہ نہیں تھے پھر اللہ نے تمہیں ہدایت عطا کی؟ اور تم سب اختلاف کے شکار تھے اللہ نے تمہارے درمیان میرے ذریعہ محبت پیدا کی، اور تم فقیر تھے اللہ نے تمہیں میرے ذریعہ بے نیاز کیا؟ انہوں نے کہا: ہاں کیوں نہیں ہم پر تو اللہ اور اس کے رسول کے بہت ہی زیادہ احسانات ہیں))۔

۵٦۳-اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((اے انصار کے لوگوں کیا تم میرا جواب نہ دو گے))؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ کو کیا جواب دیں؟ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر کافی فضل واحسان ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((اللہ کی قسم اگر تم چاہو تو کہو اور تمہاری بات سچ ہو گی اور اس کی تصدیق بھی ہو گی، (وہ یہ کہ) تم ہمارے یہاں جھٹلائے ہوئے آئے تھے ہم نے تمہاری تصدیق کی، بے سہارے تھے ہم نے تمہیں سہارا دیا دھتکارے ہوئے تھے ہم نے تمہیں پناہ دی نادار تھے ہم نے تمہیں بے نیاز کیا))۔

۵٦۴- پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((اے انصار کے لوگوں کیا تم اپنے اندر اس فانی دنیا کی لالچ پا رہے ہو، جسے میں نے لوگوں کے دلوں کی تالیف کی تاکہ وہ اسلام قبول کرلیں، اور میں نے تمہارے اسلام کا معاملہ تمہارے سپرد کر دیا))؟

اے انصار کے لوگوں کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ لوگ بکری اور اونٹ لے کر جائیں اور تم اپنے ساتھ اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ۔

۵٦۵- قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا، اور اگر لوگ ایک وادی میں ہوتے اور انصار دوسری وادی میں تو میں انصار کی وادی اختیار کرتا، اے اللہ تو انصار پر رحم فرما، ان کے اولاد پر رحم فرما اور ان کے اولاد کی اولاد پر رحم فرما۔

اس پر انصار رو پڑے یہاں تک کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور کہنے لگے: ہم اللہ کے رسول کو اپنے حصے میں پا کر خوش ہیں۔

٥٦٦- نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کو عرب کے سرداروں کو خوب سارے عطا کرنے اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو محروم کرنے کی حکمت کے بارے میں آگاہ کیا کہ آپ کو ان کے مرتد ہونے کا خوف تھا۔

٥٦٧-اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((میں کچھ لوگوں ان کی کمزوری اور ناراضگی کے سبب دیتا ہوں اور کچھ کو ان کے دلوں میں موجود بھلائی اور بے نیازی کے سپرد کر دیتا ہوں))۔ بخاری شریف

جعرانہ کا عمرہ

٥٦٨-مقام جعرانہ پر غزوہ حنین میں حاصل ہونے والے غنائم کی تقسیم سے فارغ ہونے کے بعد نبی ﷺ نے رات میں عمرہ کی نیت کی، یہ عمرہ عمرہ جعرانہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

٥٦٩- پھر نبی ﷺ فتح و نصرت اور اللہ کی تائید کے ساتھ ذوالقعدہ سنہ ٨ ہجری کو مدینہ واپس ہو گئے۔

ابراہیم بن نبی ﷺ کی ولادت

٥٧٠-ذوالقعدہ سنہ ٨ ہجری میں ابراہیم بن نبی ﷺ کی ولادت مقام عالیہ میں ہوئی جہاں نبی نے ان کی والدہ ماریہ قبطیہ کو رکھا تھا۔

٥٧١-ماریہ قبطیہ نبی کی لونڈی تھیں انہیں آپ ﷺ کو قبطیوں کے سردار مقوقس نے ہدیہ دیا تھا، نبی ﷺ ان سے ملک یمین کے سبب صحبت کرتے تھے وہ آپ ﷺ کی بیوی نہ تھیں۔

۵۷۲-امام مسلم نے اپنے صحیح میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:((آج رات میرے یہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے میں ان کا نام اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے))۔

۵۷۳-انصار کی عورتوں میں ابراہیم کے رضاعت سے متعلق ایک دوسرے سے سبقت کرنا چاہتی تھیں، کیونکہ ان کی والدہ کو ان کی خوراک بھر دودھ نہ ہوتا تھا، لہٰذا نبی ﷺ نے انہیں ام سیف انصاریہ رضي الله عنها کے سپرد کیا۔

۵۷۴-انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے کسی کو اپنے بچوں پر نبی ﷺ سے زیادہ رحم کرنے والا نہ دیکھا، آپ ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس آتے تو انہیں اٹھا کر چومتے تھے۔ مسلم شریف

عام وفود

۵۷۵-اب نویں صدی ہجری آئی، جسے اہل سیر و مغازی عام الوفود کا نام دیتے ہیں، نبی ﷺ ہجرت کا نواں سال پورا مدینہ ہی میں وفود کا استقبال کرتے رہے، صرف اور صرف غزوہ تبوک کے لئے مدینہ سے باہر گئے تھے۔

۵۷۶-آپ ﷺ کے پاس آنے والے وفود کی تعداد ۶۰ سے متجاوز تھی، یہ قبائل کے سردار ہوتے تھے جو مدینہ اعلان اسلام کی خاطر تشریف لاتے تھے، ہجرت کا نواں سال وفود سے بھرا رہا۔

۵۷۷-سنہ ۹ ہجری کے اندر مدینہ آنے والے وفود میں سے درج ذیل وفد بھی تھے:

۱-وفد باہلہ۔

۲-وفد بنی تمیم۔

۳-وفد بنی اسد۔

۴-وفد بجیلہ اور احمس وغیرہ۔

□□□

نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات

۵۷۸-رجب سنہ ۹ ہجری میں شاہ حبشہ اصـــمحہ نجاشی کی حبشہ کی سرزمین پر وفات ہوئی، اور نبی ﷺ نے ان پر غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔

۵۷۹-جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((آج ایک نیک شخص فوت ہوا ہے، چلو اپنے بھائی اصمحہ کی نماز جنازہ ادا کرو))۔ متفق علیہ

۵۸۰-اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں شاہ حبشہ نجاشی کے وفات کی اس کے موت والے دن ہی خبر دی اور کہا: ((اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعاء کرو))۔ متفق علیہ

۵۸۱-اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوگئے، میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔ متفق علیہ

غزوہ تبوک

۵۸۲-رجب سنہ نو ہجری میں نبی ﷺ کے غزوات میں سے آخری غزوہ غزوہ تبوک واقع ہوئی، تبوک مدینہ سے تقریباً سات سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

۵۸۳-یہ غزوہ اس وقت میں دنیا کی سب سے عظیم سلطنت روم کے خلاف تھی، نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو غزوہ روم کی تیاری کا حکم فرمایا۔

۵۸۴-غزوہ تبوک کے وقت بہت تنگی اور سختی کا سامنا تھا، شدید گرمی تھی فاصلہ بھی بہت لمبا تھا اسی لئے اسے غزوہ عسرہ بھی کہا جاتا ہے۔

۵۸۵-غزوہ تبوک کے لئے نکلنے میں لوگوں کو اختیار نہ تھا، بلکہ اب سب مسلمانوں کا نکلنا ضروری تھا، سوائے بیماری یا اس جیسی عذر والوں کے۔

۵۸۶-پھر نبی ﷺ نے عسرہ کی لشکر کی تیاری کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خرچ کرنے پر ابھارا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خرچ کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگے۔

۵۸۷-ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا پورا مال لے آئے اور اسے جیش عسرہ کی تیاری کے لئے دے دیا عمر رضی اللہ عنہ اپنا آدھا مال لے آئے اور اسے جیش عسرہ کی تیاری کے لئے خرچ کیا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا جیش عسرہ کے لئے خرچ کرنا

۵۸۸-عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جیش عسرہ کی تیاری کے لئے اس قدر زیادہ مال خرچ کیا کہ اس طرح کسی اور نے خرچ نہ کیا۔

امام ذہبی کہتے ہیں کہ: کسی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مال خرچ نہ کیا۔

۵۸۹-جب نبی ﷺ نے ان کا یہ خرچ کرنا دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا: ((آج کے بعد عثمان کو ان کا کوئی بھی عمل نقصان نہ پہونچائے گا))۔ اسے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۵۹۰-عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آٹھ ہزار درہم لے کر آئے، غرض کہ سارے صحابہ نے جیش عسرہ کی تیاری میں یکے بعد دیگرے خرچ کیا۔

۵۹۱-منافقوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس عمل کو دیکھا تو وہ مذاق اڑانے لگ گئے، جب کوئی مالدار خرچ کرتا تو کہتے وہ تو دکھاوا کر رہا ہے۔

۵۹۲-اور جب کوئی کم مال والا اپنے استطاعت کے بقدر اگرچہ ایک صاع ہی خرچ کرتا تو منافق لوگ کہتے: اللہ اس کے ایک صاع سے بے نیاز ہے یعنی خرچ کرنے والوں سے متعلق ان کا یہی گھٹیا موقف تھا۔

۵۹۳-اللہ تعالی نے منافقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾۔

۵۹۴-کئی سچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بلا عذر غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے، وہ سچے لوگ تھے، ان کے اسلام میں کوئی کمی نہ تھی۔

۵۹۵-جو لوگ بلا عذر پیچھے رہ گئے تھے انہیں میں سے:

۱-کعب بن مالک۔

۲-ہلال بن امیہ۔

۳-مرارہ بن ربیع۔

۴-ابولبابہ بن عبدالمنذر وغیرہم بھی تھے۔

نبی ﷺ کا تبوک کے لئے نکلنا

۵۹۶-نبی ﷺ تیس ہزار کی اپنی عظیم فوج لے کر نکلے، یہ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد سے اب تک مسلمانوں کی جمع ہونے والی سب سے بڑی فوج تھی۔

۵۹۷-نبی ﷺ نے اپنے اہل و عیال پر علی رضی اللہ عنہ کو جانشین بنایا اور انہیں ان کے پاس رہنے کا حکم فرمایا، علی نے کہا: کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے پاس چھوڑ کر جا رہے ہیں؟!۔

۵۹۸-نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ((کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم میرے نزدیک موسی کے لئے ہارون کے مانند ہو جاؤ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں)) ۔ متفق علیہ

۵۹۹-نبی ﷺ اپنے عظیم لشکر کو لے کر نکل پڑے اور ثنیۃ الوداع پر پڑاؤ ڈالا، وہیں پر جھنڈے اور علم بھی باندھے، اس لشکر میں منافقوں کی ایک بڑی تعداد بھی موجود تھی۔

۶۰۰- نبی ﷺ کا گذر تبوک جاتے ہوئے مقام حجر یعنی بنو ثمود (قوم صالح) کی دیار سے ہوا آپ ﷺ نے وہاں پر اپنی سواری کو تیز کر لیا۔

۶۰۱- نبی ﷺ نے دیار ثمود کے قریب ہی نزول فرمایا، اس میں داخل نہ ہوئے، لوگوں نے حجر میں موجود کنویں سے پانی لیا اور اس سے آٹا گوندھ لیا۔

۶۰۲- جب نبی ﷺ کو اس کی جانکاری ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((عذاب کے شکار اس بستی میں مت داخل ہو، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں تم پہ بھی اسی طرح کا عذاب نہ آجائے))۔ مسلم شریف

۶۰۳- پھر نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اس کے کنویں سے پانی نہ پئیں اور نہ اپنے ساتھ لائیں، انہوں عرض کیا: ہم تو اس سے آٹا گوندھ چکے ہیں اور پانی بھر چکے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں اس آٹے اور پانی کو پھینکنے کا حکم دیا۔

۶۰۴- ۶۰۴- پھر نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ ﷺ نے انہیں کفار کو عذاب دی گئی جگہوں پر جانے سے منع کیا تاکہ کہیں انہیں بھی ان کی طرح عذاب نہ آپہنچے۔

۶۰۵- نبی ﷺ نے تبوک کے لئے اپنا سفر مکمل کیا آپ ﷺ دوران سفر نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے رہے، یعنی ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشاء کے ساتھ اکٹھا پڑھتے رہے۔

۶۰۶- لوگوں کو پیاس لگی اور انہیں پانی کی شدید ضرورت درپیش ہوئی، تو سب نے آپ ﷺ سے اس کی بابت بتایا۔

۶۰۷- نبی ﷺ نے اپنے رب سے دعاء کی کہ وہ بارش نازل فرمائے، تو بادل جمع ہونے شروع ہوئے اور پھر ان پر بارش نازل ہوئی، انہوں نے پیا اور اپنے پاس موجود برتنوں میں بھر بھی لئے۔

۶۰۸- تبوک کے راستے ہی میں رات کے وقت نماز فجر سے کچھ پہلے لشکر ایک جگہ رکا اور نبی ﷺ قضاء حاجت کے لئے چلے گئے، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔

۶۰۹- نبی ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز فجر میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گئے (تاخیر ہو جانے پر) صحابہ کے آگے کرنے کے اشارے پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز فجر میں ان کی امامت کرائی۔

۶۱۰-عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی، جب دوسری رکعت میں پہونچے تو نبی ﷺ آگئے، آپ ﷺ کو صرف ایک رکعت ملی اور آپ ﷺ نے دوسری رکعت بعد از مکمل کی۔

۶۱۱-جب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو نبی ﷺ پر لوگوں کی نظر پڑی جو اپنی چھوٹی ہوئی رکعت مکمل کر رہے تھے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں یہ بات عجیب لگی۔

۶۱۲- نبی ﷺ نے جب سلام پھیرا تو ان سے فرمایا: ((آپ لوگوں نے اچھا کیا)) یا ((آپ لوگوں نے درست کیا))۔ مسلم شریف

نبی نے ان کے وقت پر نماز کھڑی کرنے کیلئے آپ کا انتظام نہ کرنے کو درست قرار دیا۔

۶۱۳-حدیث: ((کوئی بھی نبی اس وقت تک دنیا سے رخصت نہ ہوا جب تک کہ وہ اپنی امت کی کسی فرد کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے))۔

اسے امام احمد نے مسند اور ابن سعد نے اپنی طبقات میں روایت کیا ہے اور وہ ضعیف حدیث ہے۔

۶۱۴- نبی ﷺ نے تبوک کی جانب اپنا سفر جاری رکھا اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ((کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمے پہ پہونچو گے جو وہاں پہونچ جائے میرے آنے تک اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے))۔ مسلم شریف

۶۱۵-جب مسلمان تبوک پہونچے انہیں وہاں کا چشمہ کم پانی والا ملا، منافقوں میں سے دو لوگوں نے اس میں سے پانی لے لیا جب کہ نبی ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا تھا۔

۶۱۶-نبی ﷺ نے جب دیکھا کہ دو لوگ آپ ﷺ سے پہلے ہی تبوک کے چشمے پر پہونچ چکے ہیں اور انہوں نے اس سے پانی لے لیا ہے آپ ﷺ نے ان پر لعنت بھیجی پھر آپ ﷺ نے اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا۔

۶۱۷-پھر نبی ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا:((اے معاذ اگر تمہیں لمبی عمر ملی تو دیکھو گے کہ یہاں اس زمین پر باغات ہوں گے))۔ مسلم شریف

۶۱۸-پھر نبی ﷺ کے لئے خیمہ نصب کیا گیا، اور آپ ﷺ نے تبوک میں ۲۰ دنوں تک قیام کیا، مگر دشمن کی کوئی چالبازی نہ دیکھی اور نہ ہی دشمن سے مقابلہ ہوا۔

۶۱۹-نبی ﷺ نے شام کے گردونواح میں قبائل کے پاس اپنے سریہ بھیجنے شروع کئے، اہل ایلہ اور جرباء اور اذرح کے یہودیوں نے نبی سے مصالحت کرلی، اور آپ ﷺ نے خالد بن ولید کو چار سو بیس لوگوں کے ساتھ دومة الجندل کے بادشاہ اکیدر کے پاس بھیجا۔

۶۲۰-دومة الجندل کے اکیدر نے نبی ﷺ کے ساتھ جزیہ دینے پر مصالحت کی، اور اکیدر نے نبی کو ایک خچر اور ریشم کا سونے سے بنا ہوا ایک جبہ بطور ہدیہ پیش کیا۔

۶۲۱-صحابہ رضی اللہ عنہم کو جبہ کی خوبصورتی خوب پسند آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا :((کیا تم اس کے ملائم ہونے پر تعجب کرتے ہو؟ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا رومال اس سے بہتر اور ملائم ہوگا))۔ متفق علیہ۔

۶۲۲-پھر نبی ﷺ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو خط سے کر روم کے بادشاہ قیصر کے پاس بھیجا، اور اسے تین باتوں کی پیشکش کی:((چاہے اسلام لاؤ یا جزیہ دو یا جنگ کرو))۔

۶۲۳- قیصر نے اپنے پادریوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے نبی ﷺ کے خط کو پڑھا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم ہم نہ ان کے دین میں داخل ہوں گے اور نہ جزیہ دیں گے اور نہ ہی قتال کریں گے۔

۶۲۴- پھر قیصر نے یہی بات خط میں لکھ کر نبی ﷺ کو بھیجا، اور نبی ﷺ نے اسی پر بس کیا، اب عرب میں یہ بات عام ہو گئی کہ روم نبی ﷺ سے جنگ کرنے سے ڈر گئے۔

۶۲۵- نبی ﷺ تبوک میں بیس دن قیام کے بعد مدینہ واپس ہو گئے، اور کسی بھی دشمن سے کوئی چالبازی سامنے نہ آئی۔

۶۲۶- جب نبی ﷺ وادی قری پہونچے تو اپنے صحابہ سے کہا کہ: ((میں جلدی مدینہ پہونچنا چاہتا ہوں، تم میں سے بھی جو جلدی جانا چاہے چلے)) متفق علیہ۔

۶۲۷- جب نبی ﷺ وادی اوان پہونچے تو آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، اور آپ ﷺ کو منافقین کی طرف سے مسجد ضرار کے بنائے جانے کی خبر دی گئی، لہذا نبی ﷺ نے اسے آگ لگانے اور منہدم کرنے کا حکم دیا۔

۶۲۸- پھر نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا: ((بے شک مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو بھی مسافت طے کی ہے، جتنے بھی وادی سے تم گذرے ہوئے وہ سب (ثواب میں) گویا تمہارے ساتھ ہیں، (اس لئے کہ) انہیں عذر نے روک رکھا ہے)) متفق علیہ۔

۶۲۹- جب نبی ﷺ کو شہر مدینہ نظر آنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((یہ طیبہ یا طابہ ہے))، جب آپ ﷺ نے احد کو دیکھا تو فرمایا: ((یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہم محبت کرتے ہیں اور وہ ہم سے بھی محبت کرتا ہے))۔ متفق علیہ

۶۳۰- لوگوں کو نبی ﷺ کے آمد کی خبر ہوئی تو لوگ آپ ﷺ کے پرزور استقبال اور فرح و سرور کے اظہار کے لئے ثنیہ الوداع تک نکل آئے۔

۶۳۱-سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: مجھے یاد ہے کہ میں بھی بچوں کے سنگ تبوک سے واپسی پر نبی ﷺ کے استقبال کے لئے ثنية الوداع تک گیا ہوا تھا۔بخاری شریف

پیچھے رہ جانے والوں کا معاملہ

۶۳۲-لوگ غزوہ تبوک میں چار قسموں میں تقسیم تھے:

۱-جنہیں حکم دیا گیا تھا اور وہ اجر پانے والوں میں سے تھے: جیسے علی بن ابی طالب، محمد بن مسلمہ، اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم۔

۲-معذور لوگ: یہ سب کمزور اور بیمار لوگ تھے۔

۳-نافرمان گناہ گار: جیسے پیچھے رہ جانے والے تین لوگ۔

۴-ملامت زدہ گناہ گار: یہ منافقوں کی جماعت تھی۔

۶۳۳-نبی ﷺ نے غزوہ تبوک سے بلا عذر پیچھے رہ جانے والے تمام لوگوں کی بائیکاٹ کا حکم فرمایا، لہذا نبی ﷺ اور مومنوں نے ان سے منہ موڑ لیا۔

۶۳۴-دیہاتی لوگ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے سے متعلق نبی ﷺ کے پاس اپنے غیر معقول عذر لائے نبی ﷺ نے ان کی معذرت قبول فرمائی، اور ان کے باطن کو اللہ کے حوالے کر دیا۔

۶۳۵-نبی ﷺ نے درج ذیل تین سچے صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملے کو ملتوی کر دیا تھا:

۱-کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔

۲-ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ۔

۳-مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ۔

۶۳۶-یہ تینوں صحابہ نبی ﷺ کے سامنے اعتراف کر چکے تھے کہ ان کے پاس غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے کی کوئی معقول عذر نہ تھی۔

۶۳۷-اللہ نے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے ان تین لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿و آخرون مرجون لامر اللہ ... واللہ علیم حکیم﴾۔

بارگاہ الٰہی میں پیچھے رہ جانے والے تین لوگوں کے توبہ کی قبولیت

۶۳۸- پھر اللہ نے ان تین لوگوں کی سچائی کے سبب ان کی توبہ قبول فرمائی اور بارگاہ الٰہی میں ان کے توبہ کی قبولیت سے متعلق یہ آیتیں نازل ہوئیں: ﴿ لَّقَد تَّابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (١١٧) وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴾۔

۶۳۹- جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کی شکل میں اپنے آخری غزوہ سے مدینہ واپسی کے وہاں مطمئن اور مستقر ہوئے، تب بھی مختلف قبائل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جلدی جلدی آکر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔

ام کلثوم بنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات

۶۴۰- سنہ نو ہجری کے آخری دنوں میں ام کلثوم بنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئیں، اسی طرح منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول قبحہ اللہ بھی اسی وقت فوت ہوا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنا کر بھیجنا

۶۴۱- ماہ ذی القعدہ سنہ نو ہجری کے اخیر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حج پر امیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کو حج کرائیں۔

۶۴۲- اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دوران حج درج ذیل باتوں کے اعلان کا حکم فرمایا:

۱-اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔

۲-کوئی بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر نہ کرے۔

۳-اور یہ کہ جنت میں مومن کے سوا کوئی بھی داخل نہ ہوگا۔

ابراہیم بن نبی ﷺ کی وفات

۶۴۳-ربیع الاول سنہ دس ہجری میں ابراہیم بن نبی ﷺ کی وفات ہوئی، اس وقت ان کی عمر صرف ایک سال چار ماہ تھی، نبی ﷺ ان کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

۶۴۴-نبی ﷺ نے فرمایا: ((بے شک ابراہیم میرا بیٹا ہے، اور وہ بچپن میں ہی فوت ہو گیا ہے، جنت میں ان کے لئے دو دائیاں ہیں جو ان کی رضاعت کے مدت کو مکمل کریں گی))۔ مسلم شریف

۶۴۵-ابراہیم کو مقبرہ بقیع میں دفن کیا گیا، ان کی وفات والے دن ہی سورج گرہن واقع ہوا، لوگوں نے کہا کہ: یہ ابراہیم کی وفات کے سبب ہوا ہے۔

تو نبی ﷺ نے فرمایا: ((سورج اور چاند اللہ کی جملہ نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جو کسی کے موت یا زندگی کے سبب گرہن کا شکار نہیں ہوتے، جب تم انہیں دیکھو تو دعاء کرو اور نماز پڑھو یہاں تک کہ وہ روشن ہو جائیں))۔ متفق علیہ

حجة الوداع

۶۴۷-ذوالقعدہ سن دس ہجری میں لوگوں میں یہ اعلان کرایا گیا کہ نبی ﷺ اس سال حج کیلئے نکلنے والے ہیں۔

۶۴۸-مدینہ میں بہت سارے لوگ جمع ہو گئے، ہر کوئی آپ ﷺ کی امامت میں حج کرنا چاہتا تھا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جو بھی آنے پر قادر تھے وہ سب کے سب آگئے۔

٦٤٩-اس حج کو حجۃ الوداع کا نام اس لئے دیا گیا کیوں کہ نبی ﷺ نے اس حج میں لوگوں کو خیر آباد کہا تھا اور آپ ﷺ نے اس کے بعد کوئی حج نہ کیا۔

٦٥٠-اس مبارک حج میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ افراد حج کیلئے نکلے تھے، اور آپ ﷺ نے اپنے ساتھ اپنی تمام نو بیویوں کو بھی رکھا تھا، سب سے اللہ تعالی راضی ہو۔

٦٥١-نبی ﷺ میقات ذوالحلیفہ کی لئے روانہ ہوئے، آپ ﷺ نے احرام کیلئے غسل فرمایا، حضرت عائشہ رضي الله عنها نے آپ ﷺ پر خوشبو ملی، پھر آپ ﷺ نے اپنا احرام زیب تن کیا -میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں-۔

٦٥٢-میقات ذوالحلیفہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضي الله عنها نے اپنے بیٹے محمد کو جنم دیا، نبی ﷺ نے انہیں غسل کر کے لنگوٹ باندھ کر احرام کی نیت کرنے کا حکم فرمایا۔

٦٥٣-پھر نبی ﷺ نے تلبیہ پکاری، آپ ﷺ کے ساتھ لوگ بھی تلبیہ پڑھ رہے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کے پاس آکر کہا کہ اپنے صحابہ کو تلبیہ کے ساتھ آواز بلند کرنے کا حکم دیں۔

٦٥٤-نبی ﷺ نے حج قران کیا، جب آپ ﷺ سرف نامی جگہ پہونچے تو حضرت عائشہ رضي الله عنها کو ماہواری شروع ہو گئی، نبی ﷺ نے انہیں طواف کے علاوہ حج کے تمام اعمال ادا کرنے کو کہا۔

٦٥٥-نبی ﷺ سنہ دس ہجری میں اتوار کے روز ذوالحجہ کی چار تاریخ کو مکہ پہونچے اور اتوار ہی کے دن چاشت کے وقت مسجد حرام میں داخل ہوئے۔

۶۵۶-آپ ﷺ باب عبد مناف سے مسجد حرام میں داخل ہوئے جسے باب بنی شیبہ بھی کہا جاتا ہے وہ آج باب السلام کے نام سے جانا جاتا ہے، پھر آپ ﷺ نے عمرہ ادا کیا۔

۶۵۷-عمرہ سے فراغت کے بعد نبی ﷺ مکہ کے مشرقی جانب نچلے علاقے کی طرف جا کر ٹھہرے، پھر آٹھ ذی الحجہ یعنی ترویہ کے دن آپ نبی ﷺ منی کے سمت روانہ ہوگئے۔

۶۵۸-نبی ﷺ نے جمعرات والے دن ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو ظہر و عصر اور مغرب وعشاء کی نماز منی میں ہی ادا کی، اسی طرح ذوالحجہ کی نوویں تاریخ کو صبح میں نماز فجر بھی آپ ﷺ نے وہیں ادا کی۔

۶۵۹-جمعہ کے روز یعنی نوویں ذوالحجہ کو طلوع شمس کے بعد نبی ﷺ عرفہ کے لئے نکل پڑے، زوال شمس کے وقت چلتے چلتے آپ **عرنہ** کی سرزمین میں واقع وادی کے درمیانی حصہ میں پہونچ گئے۔

۶۶۰-وہیں عرنہ کی سرزمین پر آپ ﷺ نے اپنی قصواء نامی سواری کے اوپر ہی سے عرفہ کا مشہور ترین خطبہ ارشاد فرمایا۔

۶۶۱-اللہ کے رسول ﷺ نے عرفہ میں اسلام کی بنیادی باتوں پر مشتمل عظیم خطبہ ارشاد کیا اور آپ ﷺ نے دوران خطبہ شرک اور جاہلیت کے باتوں کی بیخ کنی بھی فرمائی۔

۶۶۲-یہاں پر عرفہ کے دن دیئے گئے خطبہ نبوی ﷺ کے ذکر کا مقام نہیں، جو تفصیل دیکھنا چاہے وہ ہماری کتاب: «اللؤلؤ المكنون في سيرة النبي المأمون» کا مطالعہ کرے۔

۶۶۳-اللہ کے رسول ﷺ نے خطبہ عرفہ سے فارغ ہو کر، ظہر وعصر کی نماز قصر کر کے جمع کرتے ہوئے ادا کی اور ان کے درمیان آپ ﷺ نے کوئی بھی نماز نہ ادا کی۔

پھر آپ ﷺ اپنی قصواء نامی سواری پر سوار ہو کر موقف تک پہونچے اور قبلہ رخ ہو کر غروب شمس تک دعاء اور آہ وزاری میں مشغول رہے۔

٦٦٥-نبی ﷺ نے لوگوں کو بتایا کہ عرفہ کے دن کی دعاء سب سے بہترین دعاء ہے، آپ ﷺ پر عرفہ کے میدان میں ہی فرمان باری تعالیٰ: ﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ کا نزول ہوا۔

٦٦٦-جب سورج ڈوب گیا اور بالکل غائب ہو گیا اللہ کے رسول ﷺ عرفہ سے مزدلفہ کی جانب نکل گئے۔

٦٦٧-اللہ کے رسول ﷺ نے مزدلفہ پہونچ کر مغرب وعشاء کی نماز قصر کرکے پڑھی، پھر طلوع فجر تک لیٹے رہے، پھر آپ ﷺ نے بیدار ہو کر نماز فجر ادا کی، یہ قربانی کا دن تھا، جسے حج اکبر کا دن کہا جاتا ہے۔

٦٦٨-پھر آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے اور قبلہ رخ ہو کر صبح کے خوب روشن ہو جانے تک اللہ سے دعاء، اسکی تکبیر، تہلیل اور توحید کے بیان میں مشغول رہے۔

٦٦٩-آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو قربانی والے دن کی صبح میں کنکریاں چننے کا حکم دیا، انہوں نے چھوٹی چھوٹی سات کنکریاں اللہ کے رسول ﷺ کی خاطر چنیں۔

٦٧٠-پھر اللہ کے رسول ﷺ مشعر حرام سے سورج کے نکلنے سے پہلے ہی نکل پڑے، مشرکین کے مخالفت کرتے ہوئے جو کہ طلوع آفتاب کے بعد وہاں سے نکلا کرتے تھے۔

٦٧١-جب نبی ﷺ جمرہ عقبہ کبری پر پہونچے تو آپ نے قصواء پر سواری کی ہی حالت میں وادی کے نچلے حصے میں کھڑے ہو کر بیت اللہ کو اپنی بائیں جانب اور منی کو دائیں جانب کرتے ہوئے جمرہ کو اپنے سامنے کیا۔

٦٧٢-یہ چاشت کا وقت تھا، اللہ کے رسول نے وادی کے درمیان سے ہی جمرہ کو سات کنکریاں ماریں، ہر ایک کنکری مارتے ہوئے آپ ﷺ تکبیر پڑھتے تھے، اور فرماتے: ((خذوا عني مناسككم))۔

٦٧٣- پھر نبی ﷺ منی میں واقع قربان گاہ تشریف لے گئے، اور اپنی دست مبارک سے تریسٹھ اونٹیاں ذبح کیں، ہر اونٹنی یہی چاہتی تھی کہ پہلے اسے ذبح کیا جائے۔

٦٧٤- جب آپ ﷺ اپنے ہدی قربان کرکے فارغ ہوئے تو نائی کو بلا کر اپنے سر مبارک کو حلق کرایا، آپ ﷺ کو حلق کرنے والے معمر بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ تھے۔

٦٧٥- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حلاق آپ کا سر حلق کر رہا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے گرد گھیرا لگائے کھڑے تھے، اور وہ آپ ﷺ کا کوئی بھی بال نیچے نہیں گرنے دیتے تھے، بلکہ آپ ﷺ کے سارے بال کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرتے تھے۔ مسلم شریف

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ: اے کاش! مجھے بھی ان میں سے کسی بال کے چومنے کا موقع مل جاتا۔

٦٧٦- جب آپ ﷺ اپنے سر مبارک کو حلق کرا کر فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنی قمیص پہن لی، اور حضرت عائشہ رضي الله عنها نے آپ ﷺ کو خوشبو لگا دیا۔

٦٧٧- پھر رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے بیت اللہ کی طرف نکل پڑے وہاں آپ ﷺ نے سواری پر سوار ہو کر طواف افاضہ کیا، تاکہ آپ ﷺ اوپر رہیں اور لوگ آپ ﷺ کو دیکھ سکیں۔

٦٧٨- پھر آپ ﷺ زمزم کے پاس گئے اور اس میں سے خوب پانی پیا، پھر آپ ﷺ اسی دن منی واپس آ گئے، اور ایام تشریق کے تینوں دن آپ ﷺ بعد از زوال جمرات جایا کرتے تھے۔

٦٧٩- اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے مبارک حج کو طواف وداع سے ختم کیا اور لوگوں سے فرمایا: ((تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مکہ سے نہ نکلے جب تک اس کا آخری عہد بیت اللہ کے ساتھ نہ ہو))۔ متفق علیہ

۶۸۰- پھر نبی ﷺ مدینہ کی جانب لوٹ گئے، اور آپ ﷺ اپنے ساتھ زمزم کا پانی بھی لے گئے۔

یہ نبی ﷺ کے حج کا بہت ہی مختصر سا قصہ ہے جسے حجة الوداع کے نام سے جانا جاتا ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا امیر بنایا جانا

۶۸۱- سن گیارہ ہجری میں ماہ صفر کے چار رات رہتے ہی نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روم کے غزوہ کی خاطر تیار ہونے کا حکم فرمایا، اور ان پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر کے طور پر مقرر فرمایا۔

۶۸۲- اس وقت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ سال تھی جبکہ ان کے لشکر میں حضرت عمر بن خطاب، سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم جیسے کبار صحابہ کرام بھی شامل تھے۔

۶۸۳- لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے صغر سنی کی وجہ سے ان کے امیر بنائے جانے پر سوال بھی اٹھائے، جب یہ بات نبی ﷺ کو پہونچی تو آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، جیسا کہ آگے آئے گا۔

موت نبوی ﷺ کے قرب کی نشانیاں

۶۸۴- جب دعوت کا کام پورا ہو گیا، اسلام پورے جزیرہ عرب پر غالب آگیا، اور لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو گئے نبی ﷺ کو اپنی موت کے قریب ہونے کا احساس ہوا۔

۶۸۵- موت نبوی ﷺ کے قریب ہونے کی چند علامتیں:

۱- آپ ﷺ پر سورہ نصر کا نزول۔

۲- آپ ﷺ کا حضرت جبریل کے ساتھ قرآن کا دو بار دہرانا۔

۳-عبادت میں آپ ﷺ کی خصوصی جدوجہد۔

۴-رمضان میں آپ ﷺ کا دوگنا اعتکاف کرنا۔

آپ ﷺ کی بیماری

٦٨٦-رسول اللہ ﷺ کے موت والی بیماری کا آغاز ماہ صفر کے آخری ایام میں ہوا، آپ ﷺ پورے تیرہ دنوں تک بیمار رہے، اس بیماری کی ابتداء سر درد سے ہوئی تھی۔

٦٨٧-سر درد کی شروعات کے وقت آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے، پھر آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی۔

٦٨٨-جب آپ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہونچے تو آپ ﷺ کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی، اور آپ ﷺ تمام بیویوں کے پاس نہ جا سکے، آپ ﷺ نے ازواج مطہرات سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تیارداری کی اجازت چاہی، لہذا سبھی نے اجازت دے دی۔

٦٨٩-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہتے ہوئے آپ ﷺ کی بیماری نے شدت اختیار کرلی، آپ ﷺ کو لاحق بخار میں تیزی آنے لگی، اور آپ ﷺ کے جسم کی درجہ حرارت بڑھ گئی۔

٦٩٠-حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ بخار تو کافی تیز ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ((ہم انبیاء کرام کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے بلائیں بھی دوگنی ہوتی ہیں اور اجر بھی بڑھا کر عطا کیا جاتا ہے))۔ابن ماجہ

٦٩١-رسول اللہ ﷺ ہی لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے، جب بیماری بڑھ گئی اور آپ ﷺ مسجد نہیں جا سکے تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کا حکم فرمایا۔

٦٩٢-نبی ﷺ کو ذرا افاقہ ہوا، آپ ﷺ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے سہارے مسجد تشریف لائے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا جو کہ آپ کا آخری خطاب تھا۔

٦٩٣-رسول اللہ نے اپنے اس خطبہ میں ابو بکر صدیق کی فضیلت بیان کی، انصار کی فضیلت بیان کران کے ساتھ بھلائی کی وصیت فرمائی اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کر کے انہیں امارت کا اہل قرار دیا۔

غیر ثابت قصہ

٦٩٤- بیہقی کی دلائل النبوۃ میں ہے کہ آپ ﷺ نے دوران خطبہ اپنے نفس کو قصاص کے لئے پیش کیا تھا، یہ روایت ثابت نہیں اس کی سند ضعیف جدا (بہت زیادہ کمزور) ہے۔

٦٩٥- نبی ﷺ نے اپنی امت کو اپنی قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے منع کیا اور یہ بتایا کہ: وہ سب سے برے لوگ ہیں جو اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیں۔

٦٩٦-آپ ﷺ نے فرمایا: ((اے اللہ تو میری قبر کو بت نہ بنانا، اللہ کی لعنت ہو ایسے لوگوں پر جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عید کی جگہ بنالی))۔اسے احمد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند قوی ہے۔

٦٩٧-امام ابن قیم نے فرمایا: یہ آپ ﷺ کی جانب سے آپ کی امت کے لئے ممانعت ہے کہ وہ آپ ﷺ کی قبر کو اس طرح اجتماع کی جگہ بنائیں جس طرح عیدوں میں لوگ ایسی جگہوں پر نماز کی ادائیگی کے خاطر جاتے ہیں۔

٦٩٨- نبی ﷺ سخت تکلیف کے باوجود آخری دم تک لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھانے کے حریص تھے، یہاں تک کہ بیماری کے حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے آپ ﷺ نکلنے سے عاجز آگئے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی لوگوں کو نماز میں امامت

۶۹۹-اس وقت نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز میں لوگوں کی امامت کا حکم فرمایا، جیسا کہ شیخین نے اپنی صحیحین میں روایت کیا ہے۔

۷۰۰-اپنی وفات سے تین روز قبل نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ کے ساتھ حسن ظن کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا:((لا یموتن أحدکم إلا وھو یحسن الظن باللہ))۔ترجمہ: تم میں سے کسی کو اللہ کے ساتھ حسن ظن کے بغیر موت نہ آئے۔ مسلم شریف

۷۰۱-امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: اس حدیث میں مایوسی سے منع کیا گیا ہے، اور حسن ظن کا مطلب یہ امید ہے کہ اللہ اس پر رحم فرمائیں گے اور اس کے ساتھ درگذر کا معاملہ کریں گے۔

۷۰۲-وفات سے دو روز قبل نبی ﷺ نے کچھ افاقہ محسوس کیا تو دو لوگوں کے سہارے باہر آئے اب بھی شدت مرض کے سبب آپ ﷺ کے قدم مبارک زمین سے رگڑ رہے تھے۔

۷۰۳-حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، انہوں نے آپ ﷺ کے آنے کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کر کے اپنی جگہ رہنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ ان کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔

۷۰۴-رہی بات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لوگوں کی امامت کرنا اور نبی ﷺ کا یہ کہنا کہ:((اللہ اور مسلمانوں کو ابو بکر کے علاوہ کوئی گوارا نہیں))۔

یہ حدیث ضعیف ہے اسے احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

۷۰۵- نبی ﷺ کی وفات کے ایک دن قبل اتوار کے دن آپ ﷺ کی بیماری کافی بڑھ گئی، جب یہ خبر جیش اسامہ رضی اللہ عنہم تک پہونچی تو وہ سب مدینہ واپس آ گئے۔

۷۰۶- نبی ﷺ پیر کی رات سخت بیماری میں مبتلا رہے-یعنی بیماری نے اتنی شدت اختیار کرلی کہ گویا موت بالکل قریب ہو-لیکن طلوع فجر کے وقت آپ ﷺ کوافاقہ تھا۔

۷۰۷-اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے حجرے کاپردہ ہٹایااور لوگوں کی طرف دیکھا کہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہیں،توآپ ﷺ نے ان کی اجتماعیت کودیکھ کر تبسم فرمایا۔

۷۰۸-انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: گویاآپ ﷺ کا چہرہ مصحف کا ورقہ ہو، پھر ہمیں رسول ﷺ کودیکھنے کی خوشی میں فتنے میں پڑجانے کاخدشہ لاحق ہوا۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ:(كأنه ورقة مصحف):کامطلب بے پایاں خوبصورتی جلد کے حسن اور چہرے کی صفائی اور نورانیت کا تعبیر کرناہے۔

۷۰۹-پھر اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں خبر دی کہ نبوت میں سے صرف بشارتیں ہی بچی ہیں جو کہ سچے خواب کو کہاجاتاہے، جسے خواب میں ایک مسلمان خود دیکھے یااس کے لئے کوئی اور دیکھے۔مسلم شریف

۷۱۰-جب لوگوں نے نبی ﷺ کوافاقے کی حالت میں دیکھاتوانہیں محسوس ہواکہ اب آپ ﷺ اپنی مرض سے صحتیاب ہوگئے ہیں،توسب اپنے گھروں اور ضروریات کے لئے خوشی خوشی واپس ہوگئے۔

۷۱۱-اورابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے مدینہ کے عوالی حصہ میں واقع منطقہ سنح میں اپنے اہل خانہ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی،توآپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔

نبی ﷺ کی وفات میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں

۷۱۲-جب بارہ ربیع الاول سنہ گیارہ ہجری کو پیر کے دن چاشت کاوقت تھاآپ ﷺ کی مرض بڑھ گئی آپ ﷺ کوکافی تکلیفیں لاحق ہونے لگیں-میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں-۔

۷۱۳-حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے بابا کی تکلیف، آپ ﷺ نے کہا: ((تمہارے باباپہ آج کی بعد کوئی تکلیف نہ آئے گی آج تمہارے والد کو وہ چیز لاحق ہوئی ہے جس سے کسی کو نجات نہیں)) ۔بخاری شریف

۷۱۴-موت کی سختی کے وقت حضرت عائشہ رضي الله عنها نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے سے سہارا دیا ہوا تھا، اور آپ ﷺ کے سامنے برتن میں پانی موجود تھا۔

۷۱۵- نبی ﷺ اپنے ہاتھ پانی میں بھگو کر اپنے چہرے پر ملتے تھے، اور فرماتے: ((اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، بے شک موت کی سختیاں ہوتی ہیں))۔

۷۱۶-پھر آپ ﷺ اپنے ہاتھ کھڑے کر کے فرمانے لگے: ((فی الرفيق الأعلى))، اس وقت آپ ﷺ کی روح پرواز کر گئی اور آپ ﷺ کے ہاتھ نیچے آ گئے۔

۷۱۷-اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ((میں آپ ﷺ کو اپنے سینے کا سہارا دیئے ہوئی تھی، آپ ﷺ نے ایک برتن منگوایا، آپ ﷺ میری گود میں جھک گئے، مگر مجھے آپ ﷺ کی وفات احساس نہ ہوا))۔ متفق علیہ

۷۱۸-امام احمد کی ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آپ ﷺ کا سر میرے کندھے پر تھا، اسی درمیان آپ ﷺ کا سر میرے سر کی طرف جھک گیا مجھے لگا کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی ہے۔

۷۱۹-اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ فوت ہوئے اس وقت آپ ﷺ کا سر میرے سینے اور کندھے کے درمیان تھا، آپ ﷺ کی روح کے نکلتے وقت کی خوشبو سے بڑھ کر میں نے کبھی کوئی خوشبو نہیں محسوس کی۔ اسے امام احمد نے نقل کیا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۲۰-رسول اللہ ﷺ کی وفات- میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں- سنہ گیارہ ہجری ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن چاشت کے وقت ہوئی اس وقت آپ ﷺ کی عمر ترسٹھ سال تھی۔

نبی ﷺ کی وفات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف

۷۲۱- مدینہ میں آپ ﷺ کے وفات کی خبر پھیل گئی، جو صحابہ رضی اللہ عنہم پر کسی بجلی کے گرنے سے کم نہ تھی، کیونکہ وہ آپ ﷺ سے شدت کے ساتھ محبت کرتے تھے۔

۷۲۲- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو دیکھنے لگے اور انہوں فرمایا: آپ ﷺ کیسے فوت ہو سکتے ہیں آپ ﷺ تو ہمارے اوپر گواہ ہیں اور ہم لوگوں پر گواہ ہیں۔

۷۲۳- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے آپ ﷺ کے پاس گئے اور دیکھ کر فرمایا: ہائے غشی کی حالت، رسول اللہ ﷺ پر کس قدر سخت غشی طاری ہوئی ہے۔

۷۲۴- پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس سے اپنی تلوار نکالے ہوئے نکلے اور انہوں نے لوگوں کو دھمکاتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم اگر میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ فوت ہوگئے ہیں تو میں اسی تلوار سے اس کی گردن ماردوں گا۔

۷۲۵- آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ: اللہ کے رسول ﷺ فوت نہیں ہوئے ہیں، بلکہ آپ موسی علیہ السلام ہی کی طرح اپنے رب کے پاس گئے ہیں اور اسی طرح واپس آئیں گے جس طرح موسی واپس آئے تھے اور پھر آپ ﷺ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کے رکھ دیں گے جو آپ ﷺ کو مردہ کہہ رہے ہیں۔

نبی ﷺ کے موت کی تکلیف کے ہولناکی کی وجہ سے حضرت عمر اپنے آپ کو کنٹرول نہ کرسکے اور آپ کا یہ موقف نظر آیا۔

۷۲۶- آپ ﷺ کی وفات کے وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے اہل کے یہاں منطقہ سُنح گئے ہوئے تھے۔

۷۲۷-ایک صحابی نے وہاں جا کر آپ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کے موت کی خبر دی اور کہا کہ : لوگ ایسے حال میں ہیں جسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

۷۲۸-ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر خوب تیزی سے آئے اور مسجد نبوی میں داخل ہو گئے، لوگ رو رہے تھے، اور عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کو نکالے ہوئے لوگوں سے بات کر رہے تھے۔

۷۲۹-حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوئے بغیر فورا نبی ﷺ کے پاس گئے آپ کو آپ کی چارپائی پر ڈھانک دیا گیا تھا، انہوں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کو کھولا۔

۷۳۰-اور کہا: إنا لله وانا اليه راجعون، پھر آپ ﷺ کی طرف کی جھکے اور روتے ہوئے آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ زندگی اور موت ہر حالت میں پاک ہیں، اللہ کی قسم اللہ آپ کو دوبار موت نہ دیں گے، لکھی ہوئی موت آپ کو آپہونچی ،آپ کو دوبارہ کوئی موت نہ آئیگی پھر انہوں نے آپ ﷺ کے جسم انور کو ڈھک دیا۔

۷۳۱-پھر آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس گئے جن میں کچھ تو آپ ﷺ کی وفات کے منکر تھے اور کچھ اس مصیبت کی ہولناکی سے حیران تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو ڈرا دھمکا رہے تھے کہ کوئی آپ ﷺ کو مردہ نہ کہے۔

۷۳۲-حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمر ذرا اطمینان (دھیرج) رکھو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چپ رہنے سے انکار کر دیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو لوگوں سے مخاطب ہو گئے۔

۷۳۳- ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطاب کیا، آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ان کی باتیں سننے لگے۔

۷۳۴-حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے لوگو تم میں سے جو محمد کی عبادت کرتا تھا تو جان لو کہ محمد فوت ہو چکے ہیں، اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو جان لے کہ اللہ زندہ رہنے ولا ہے کبھی

فوت نہ ہوگا﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ﴾۔

۷۳۵۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم گویا لوگوں کو حضرت ابو بکر سے سننے سے قبل اس آیت کے نزول کی خبر ہی نہ رہی ہو۔

۷۳۶۔لوگ نبی ﷺ کی موت پر رونے اور سسکنے لگے، یقیناً امت پر موت نبوی ﷺ سے بڑھ کر کوئی پریشانی آئی ہی نہیں۔

نبی ﷺ کو غسل دیئے جانے کا بیان

۷۳۷۔جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر منگل کے دن خلافت کے لئے بیعت ہوگئی، نبی ﷺ کے آل نے آپ ﷺ کو نہلانا چاہا، مگر انہیں اس مسئلے میں اختلاف کا سامنا ہوگیا۔

۷۳۸۔لوگوں نے کہا: ہم نہیں جانتے کہ آپ ﷺ کے ساتھ کیسا معاملہ کریں آیا ہم آپ ﷺ کے کپڑے عام لوگوں کی طرح اتاریں یا آپ ﷺ کو بلا کپڑے اتارے ہی غسل دیں۔

۷۳۹۔یکایک سب پر سونگھ طاری ہوگئی اور سب کو نیند آگئی اور ایک آواز سنائی دی جو ان سے کہہ رہی تھی کہ: رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں کے ساتھ نہلاؤ۔

۷۴۰۔جب لوگ بیدار ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے کو اس آواز کی خبر دی تو انہوں نے اٹھ کر اور رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں کے ساتھ غسل دیئے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

۷۴۱۔نبی ﷺ کو غسل دینے والے درج ذیل لوگ تھے:

علی بن ابی طالب، عباس، ان کے بیٹے فضل وقثم اور اسامہ بن زید اور نبی ﷺ کے غلام شقران۔ تمام لوگوں سے اللہ تعالی راضی ہو۔

۷۴۲-عباس، فضل اور قــــثم رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو پلٹتے اور اسامہ اور شقران پانی ڈالتے اور علی بن ابی طالب آپ ﷺ کو نہلاتے۔

۷۴۳-جب وہ لوگ آپ ﷺ کو غسل دے کر فارغ ہو گئے، تب آپ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا -میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں- پھر آپ ﷺ کو آپ کی چارپائی پر حضرت عائشہ رضي الله عنہا ہی کے کمرے میں رکھ دیا گیا۔

آپ ﷺ کی نماز جنازہ

۷۴۴-پھر لوگوں کو آپ ﷺ کی نماز جنازہ ادا کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت دی گئی، کسی نے ان کی امامت نہیں کی، جو کہ متفق علیہ بات ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ: ان کا اکیلے اکیلے فرداً، تنہا بغیر امام کے نماز پڑھنا متفق علیہ ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

نبی ﷺ کی تدفین

۷۴۵-جب نماز پڑھ کر فارغ ہوگئے تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکان دفن کے بارے میں آپس میں مشورہ کیا مگر اس بار بھی اختلاف ہوا۔

۷۴۶-لہذا انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس اس بارے میں دریافت کے لئے بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ((اللہ تعالیٰ انبیاء کو اسی جگہ موت دیتے ہیں جس جگہ انہیں دفن کیا جانا رب تعالیٰ کو پسند ہوتا ہے))۔اسے ترمذی نے روایت کیا ہے، اور یہ حدیث اپنی شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٧٤٧- نبی ﷺ کی قبر آپ کے فوت ہونے والی جگہ ہی کھودے گئی، جو کہ حضرت عائشہ رضي الله عنها کے گھر کا حصہ ہے، آپ ﷺ کی قبر میں عباس، علی اور فضل رضی اللہ عنہم داخل ہوئے تھے۔

٧٤٨-اور نبی ﷺ کے غلام شقران نے نبی ﷺ کی قبر میں سرخ رنگ کی چادر رکھی تھی، پھر انہوں نے آپ ﷺ کو قبر میں اتارا- میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں-۔ مسلم شریف

نبی ﷺ کے ساتھ سب سے اخیر تک رہنے والے

٧٤٩-سب اخیر تک نبی ﷺ کے ساتھ رہنے والے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ تھے، آپ ﷺ کی تدفین بدھ کی رات مکمل ہوئی- آپ پر میرے رب کی رحمتیں اور سلام نازل ہوں-۔

نبی ﷺ کی وفات پر صحابہ کرام کا غم

٧٥٠- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ کی وفات پر بہت زیادہ غم لاحق ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی وفات والے دن سے زیادہ تاریک اور قبیح کوئی اور رات کبھی بھی نہ دیکھی۔ اسے امام أحمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

□□ □□ □□

خاتمہ

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ اس عمل کو اپنی خوشنودی کی خاطر خالص بنائے۔اور تمام مسلمانوں کے لئے اسے نفع بخش بنائے،رب تعالی اسے اپنی ملاقات کے دن کی خاطر میرے لئے ذخیرہ بنائے،بے شک وہ اس پر قادر ہے،اوراس دعاء کو قبول کرنے والا ہے،ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ آپ کے تمام آل واصحاب پر درود وسلام ہوں۔

موسی بن راشد العازمی

للتواصل والاستفسار:

0505500694

للمساهمة في أنشطة الجمعـــــية:

الحساب العام لدى مصرف الراجحي:

SA59 80000 468608010140007

نرجو إشعارنا بعد التحويل برسالة و اتساب